بسم اللہ الرحمن الرحیم

احرار الاسلام

الحریۃ فی الاسلام

نظام حکومت اسلامیہ

از

مولانا ابوالکلام آزاد دہلوی

[illegible] طبع کیا

بار اول ۳ ہزار

قیمت ۵

الحریۃ فی الاسلام
نظام حکومت اسلامیہ

([illegible])

(۱)

تمام دنیا میں جمہوریت کے خیالات پھیل رہے ہیں۔ شخصی استبداد و مطلق الحکمی سے ہر جگہ نفرت کی جارہی ہے، اور اس حقیقت کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ قانونی و سیاسی آزادی میں تمام انسان مساوی الرتبہ ہیں۔ قوم کو اپنے ثمرات ملک سے تمتع کا حق حاصل ہے وہ اس حق میں دوسروں پر مقدم ہے۔

دنیا کی تمام قومیں اس حقیقت پر ایمان لاچکی ہیں، اور ہر ممکن ذریعہ و کوشش سے اسکے حصول کے لیے کوشاں ہیں۔ بعض کوششیں ہی فی مقصود تک پہونچ چکی ہیں، اور بعض پہونچنے کے قریب ہیں۔

لیکن مسلمان جو دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ ہیں، ابتک اس حقیقت سے بے خبر ہیں، اور جو باخبر ہیں وہ اُس کے تصور میں اسکی صورت مہیب ہے۔ حالانکہ اس حق طلب و داد خواہ جماعت میں سب کے آگے مسلمانوں کو ہونا چاہیے تھا، کیونکہ اُن کا پیغمبر دنیا میں صرف اس لیے آیا، تاکہ وہ انسانوں

کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلائے۔

یورپ کی قومیں دور سے کھڑی مسلمانوں کے اعمال و حرکات جہل عن الحقیقۃ کا تماشا دیکھ رہی ہیں۔ ہم وار راہ لطف و کرم اس راستے کے شدائد و خطرات سے مطلع کیا جاتا ہے، اور وعید و تہدید کی گرج میں تنبیہ کرنے والی آواز سنائی دیتی ہے کہ دیکھنا اس زنجیر کو جس سختی سے کاٹنا چاہو گے، اوسی سختی سے یہ پاؤں میں اور زیادہ لپٹ جائے گی،، اکثر واعظین سیاست ازراہ شفقت و نصیحت دینی ہم کو یہ بھی تلقین کرتے ہیں کہ حریت حکومت کے لیے اس قسم کی کوششیں اور جد و جہد، تعلیمات قرآنیہ کے خلاف اور تاریخ اسلام کے منافی ہیں۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ واقعات تازہ نے مسلمانوں کی حیات زندہ کر دیے ہیں، انکو اپنا از یاد رفتہ خواب پھر یاد آگیا ہے۔ اتباع احکام ربانی کے لیے ان میں ایک نیا ولولہ پیدا ہو گیا ہے، اور اسلام کی حریت و آزادی کے اسباق پر پھر اونھوں نے نظر ڈالنی شروع کر دی ہے، اس لیے اُن کے ناصحین و مشفقین سیاست کو اُنکی ہدایت سے مایوس ہو جانا چاہیے کیونکہ انکا اب گمراہ ہی ہونا اُن کے حق میں ہدایت سے بہتر ہے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

نوبت زہد فروشان ریاکار گذشت
وقت شادی و طرب کردن رندان خوش است!

اسلام خود اپنے بیان کے موافق، ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و

فی الآخرۃ حسنۃ "، دین و دنیا کی اصلاح کے لیے آیا تھا، اور اسی
لیے دونوں جہان کی برکات اس کے ساتھ تھیں۔ یہ اگر فرض کر لیا جائے
کہ اسلام کے خزانۂ ہدایت میں حسنات سیاست دنیاوی کا وجود نہیں، تو
اس کے یہ معنی ہوں گے کہ نصف خدمت انسانی انجام دہی سے وہ مقصور
رہا جس کا تخیل بھی کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہر مسلمان
اسلام کے کارنامہ ہائے سیاسیہ اور طریق اصلاح حکومت دنیویہ سے آج واقفیت
حاصل کرے۔

ظہر الفساد فی البر و البحر

آج سے ۱۳۲۱ برس پہلے کا واقعہ ہے کہ دنیا استبداد و استعباد
کے عذاب الیم میں مبتلا تھی۔ غلامی کی زنجیروں نے اسکا بند بند جکڑ رکھا تھا۔
فرماں روایان ملک، امرائے شہر، رؤسائے قبائل، اپنے اپنے حلقے
فرماں روائی میں "ارباباً من دون اللہ" تھے، اور ان کے ہاتھ میں ان
کے اطاعت گذار اور پیرو بالکل مثل معدوم الارادۃ آلات عمل کے تھے جنکی
زندگی کا موضوع واحد صرف اپنے قادر قابض کی تکمیل ہوائے نفس و
اتباع مرضات تھا۔ صداقتوں کی حقیقت اور امور و واقعات کی صحت کا
فیصلہ سلاطین و امراء کے چشم و ابرو کا ایک اشارہ، اور ملوک و رؤسا کے کام
و دہن کی ایک جنبش کرتی تھی۔ مسیح سے ۱۰۰ برس پہلے، ذات شاہی
ہر تقصیر سے معصوم، ہر احترام فوق العادۃ سے مقدس، اور ہر نقص و عیب
سے مبرا تھی، کیونکہ وہ خدا تھی۔ خدا کا سایہ تھی، یا کم از کم مرتبۂ انسانیت

سے ایک بالاتر ستے صرور تھی!

فراعنۂ مصر دیوتا تھے۔ اسی لیے مصر کے ایک فرعون نے مسیح سے ۱۷۰۰ برس پہلے اپنے درباریوں کو کہا تھا "انا ربکم الاعلیٰ یعنی موسےٰ کا خدا کون ہے؟ تمہارا بڑا خدا تو میں ہوں"، کلدانیوں کے ملک میں نمرود بابل کی پرستش کے لیے ہیکل بنتے تھے، ہندوستان کے راجہ دیوتاؤں کے اوتار بن کر زمین پر اُترتے تھے، روما کا پوپ خدا کے فرزند کا جانشیں تھا۔ اور اُس کا آستانۂ قدس سجدہ گاہ ملوک و سلاطین۔

روم کے قیصر اور فارس کے کسریٰ، گو دیوتا نہ تھے، لیکن فطرۃ بشریہ سے منزہ، اور مرتبۂ انسانیہ سے بلند تر ہستی تھے، جن کے سامنے بیٹھنا ممنوع، جن کے سامنے ابتداءً کلام گناہ، جنکا نام لینا سوءِ ادب، اور جنکی شان میں ادنیٰ سا اعتراض بھی موجبِ قتل تھا۔ بیت المال ملکی سامان صرف، رعایائے ملک غلامان درگہ شاہنشاہی تھے۔

دنیا اسی تعبد و غلامی اور ذلت و تحقیر میں تھی کہ بحر احمر کے سواحل پر ریگستانی سرزمین میں ایک "عربی بادشاہ" کا ظہور ہوا، جس نے اپنے معجزانہ زور توانائی سے قیصر و کسریٰ کے تخت اُلٹ دیے، پاپائے رومتہ الکبریٰ کے ایوانِ قدس کی بنیادیں ہلا دیں، تعبد و غلامی کی زنجیریں اُسکی شمشیرِ غزا آہنی کی ایک ضرب سے کٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں، اور استقلال ذات و فکر، حریت، خیال و رائے، و شرف و احترام نفس، مساوات حقوق، اور ابطال شاہنشہی کی روشنی دنیائے قدیم (۱)، کے قلب سے نکلکر تمام دنیا میں پھیل گئی

شاہان عالم مرتبۂ قدوسیت و معصومیت سے گر کر عام سطح انسان پر آ گئے، اور عام انسان سطح غلامی و حیوانیت سے بلند ہو کر مصر و بابل کے دیوتاؤں اور روم و ایران کے قیصر و کسریٰ کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو گئے، اور بقول گبن (مشہور مؤرخ) "قوائے عمل و ہمت و دلی جو صومعوں اور خانقاہوں میں پڑی سوتی تھی، عسکر حجازی کی آواز دہل سے چونک پڑی، اور اسلام کی اس نئی سوسائٹی کا ہر ممبر حسب استعداد فطرت و حوصلہ اپنے اپنے مرتبے پر پہونچ گیا" (۲)

یہ معجزانہ قوت و توانائی کیا تھی؟ حلال روحانی سے بھری ہوئی ایک آواز تھی، جو بو قبیس کی پہاڑی سے بلند ہوئی، اور جس سے گنبد عالم کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا، کہ اے اہل عالم!

تعالوا الی کلمۃ سواء بینا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ (۳. ۵۷)	آؤ، ایک بات جو اصولاً و عقلاً ہم میں تم میں متفق علیہ ہے، اس کو عملاً بھی تسلیم کر لیں، یعنی خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں، نہ اس کی خدائی میں کسی کو شریک ٹھہرائیں، اور نہ ہم خدا کے سوا ایک دوسرے کو اپنا خدا اور آقا بنائیں۔

اس ایک آواز سے انسانی جباریت و الوہیت کے بت سرنگوں ہو کر گر پڑے۔ شہنشاہیوں کا پر اسرار عجیب الخواص طلسم ٹوٹ گیا، بادشاہ، خادم رعایا۔ بیت المال خزینۂ عمومی۔ اور تمام انسان مساوی الرتبہ قرار پا گئے۔ عرب کے بادشاہ نے نہ اپنے لیے قصر و ایوان طیار کرایا، نہ قاقم و

دنیا کے فرش بچھائے، نہ سونے چاندی کی کرسیوں سے دربار سجایا، اور نہ اُس نے
اپنی ہستی کو انسانیت سے مافوق بتایا، بلکہ علی الاعلان کہہ دیا:
انما انا بشر مثلکم ۔ میں بھی تمھاری ہی طرح ایک آدمی ہوں!

یہ تو عرب سے باہر کا حال تھا۔ خود عرب کا حال کیا تھا؟ اطراف عرب میں،
یمامہ، عمان، حیرہ، بحرین، عمان میں روم و فارس کے ماتحت جو ریاستیں تھیں،
وہ تو سرتاپا روم و ایران کے رنگ میں رنگی ہوئی تھیں۔ لیکن وسط عرب
کی بھی حالت یہ تھی کہ اسلام سے پہلے وہ بالکل مبتلائے فوضویت تھا۔ جس طرح
قبیلے کا خدا الگ تھا، اسی طرح ہر ہر قبیلے کا تیغ بھی الگ تھا، آپس کی جنگ و جدال
اور حریفے قتال نے تمام ملک کو کارزار بنا رکھا تھا، بے اطمینانی و بدامنی عرب
کے گوشے گوشے میں موجود تھی، قبائل کا ایک دوسرے کے مملوکات پر غارتگری
بہترین سبب معاش تھی۔ اس پر شعرائے قبائل فخریہ قصائد لکھتے تھے، اور ہر شخص
دوسرے کی عزت و مال کو اپنے لیے بہترین مصرف قرار دیتا تھا۔

غرضکہ دنیا کے اس خشک و بے آب ملک کا چپہ چپہ انسانوں کے
خون سے سیراب کیا جا رہا تھا کہ دفعۃً سلطنت الٰہی کا ظہور ہوا، اور وادیٔ مکہ
میں عرب کے سب سے بڑے مجمع کے اندر اس کے اس فرمان کا اعلان
کیا گیا، کہ اے اولاد آدم!

الا ان دماءکم و اموالکم	ہوشیار ہو جاؤ کہ آج جان اور مال کی
حرمت علیکم کحرمة	حرمت قائم کی جاتی ہے، جس طرح
یومکم ھذا فی شھرکم	کہ آج کے روز اس شہر مکہ میں ۔

هذا فی بلدکم هذا الا	اور اس شہر میں حرمت سے
کل شیء من امر	ہو سنو کہ جاہلیت کی تمام باتیں
الجاهلیة تحت قدمی	آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں - ایام
موضوع ودماء الجاهلیة	جاہلیت کی خوں ریزی اور اس کے انتقام
موضوعة وان اول دم	کے تمام واقعات آج سے فراموش ہوں
اضعه من دمائنا	... سب سے پہلے میں خود اپنے عم زاد
دم ابن ربیعة الحارث	بھائی ابن ربیعہ بن حارث کا خون
(روایت : مسلم)	فراموش کرتا ہوں -

یہ ایک آواز تھی، جس سے عرب کے پرشورش فضا میں سکوت طاری ہوگیا، امن عام کا ابر چھا گیا، حکومت الٰہی کے اس داعی نے نصرانی شاہزادہ طے سے فرمایا تھا کہ عرب کی بے اطمینانی سے نہ گھبراؤ۔ وہ وقت آئے گا کہ ایک بڑھیا سونا اچھالتی ہوئی عرب کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں نکل جائے گی، اور کوئی اس سے تعرض نہ کرے گا،، پس وہ وقت آگیا کہ بڑھیا سونا اچھالتی ہوئی ایک گوشے سے دوسرے گوشہ میں نکل گئی اور کسی نے اس سے تعرض نہ کیا۔

تاسیس اصطلاحات حکومت

اس سلسلہ میں یہ عجیب بات ہے کہ اسلام نے حکومت اسلامی کا جو نظام قرار دیا، وہ ایک ایسی چیز تھی، جو اس کے گرد و پیش کے نظامات حکومت میں کہیں بھی موجود نہ تھی۔ اس نے ایک باقاعدہ قانونی و جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی حقوق عامہ کی تشریح و تعیین کی، تعزیرات و حدود و جرائم کے

…اسب قائم کیے۔ مالی، ملکی، اور انتظامی قواعد وضع کیے، عدل و انصاف کی تعلیم دی، قانونی تسلط و استبداد و تشخصی محاسبہ کی، شخصی حکومت و ذاتی اقتدار کو یک قلم مٹا دیا۔

یہ مجمل بیانات ہیں جن کی تفصیل و اثبات کے لیے [illegible] اصول جمہوریت و عمومیت کی [illegible] متعدد مباحث طے کرنے چاہئیں۔

نظام جمہوریت

ایک بہتر سے بہتر حکومت کے تخیل کے لوازم کیا ہیں؟ اس کے جواب میں ہمارا موجودہ سیاسی لٹریچر اُن دفعات سے بہتر کوئی شے نہیں پیش کر سکتا جو (انقلاب فرانس) کے شدائد و مصائب کے بعد اٹھارہویں صدی میں مرتب ہوئے، اور جن پر آج جمہوری حکومتوں کا عمل ہے یعنی

(۱) حکومت جمہور کی مِلک ہے، وہ ذاتی یا خاندانی مِلک نہیں۔

(۲) تمام اہل مُلک ہر قسم کے حقوق و قانون میں مساوی ہیں۔

(۳) رئیس مُلک (پریسیڈنٹ) جسکو اسلام کی اصطلاح میں امام یا خلیفہ کہتے ہیں، اُس کا تقرر مُلک کے انتخاب و اختیار عام سے ہو، اور اُس کو دیگر باشندگانِ مُلک پر کوئی ترجیح نہ ہو۔

(۴) تمام معاملات مُلکی اور امور انتظامی و قانونی مُلک کے اہل الرائے اشخاص کے مشورہ سے انجام پائیں۔

(۵) بیت المال یا خزانہ مُلکی عام مُلک کی ملکیت ہو۔ رئیس کو بغیر مشورہ مُلک و اہل حل و عقد کے اُس پر تصرف کا کوئی حق نہو۔

حکومت جمہور کی ملک ہے - وہ ذاتی یا خاندانی ملک نہیں -

یہ بحث درحقیقت زبدۂ مباحث اور خلاصۂ جمہوریت ہے، اور آیندہ کی تمام بحثیں درحقیقت اسی اصل کی فروع اور متعلقات ہیں اس دعوے کے اثبات کے لیے کہ "اسلام میں حکومت جمہور کی ملک ہے، اور کسی خاص شخص کی ذاتی یا خاندانی ملک نہیں" بہترین دلیل خود اسی کی زبان ہے - قرآن مجید کا یہ حکم ہر شخص کو معلوم ہے

وشاورهم في الامر اور (۱) حکومت میں اے نبی! مسلمانوں سے مشورہ لے لیا کرو -
(۳-۱۵۳)

دوسری جگہ حکومت اسلامیہ کی مدح میں ارشاد فرمایا:

وامرهم شورى بينهم انکی حکومت باہمی مشورہ سے ہے -
(۴۲-۳۶)

(۱) امر کے معنی عام مفسرین نے امور جنگ کے لیے ہیں، لیکن وہ شخص جو صدر اول کے لٹریچر سے واقف ہے یقین کرے گا کہ "امر" سے عموماً اقتضائے موقع وہ "حکومت و خلافت" مراد لیا گیا ہے احادیث میں سیکڑوں مواقع پر لفظ امر اسی معنی میں آیا ہے، مثلاً من يطع الامير [illegible] صحیح مسلم [illegible] "ان هذا الامر في قريش" اور بے شمار احادیث صحیحہ میں یہ استعمال و محاورہ موجود ہے - اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ صرف امور جنگ کی تحدید کر دی جائے، اور صدر اول کے محاورہ [illegible] حکومت و خلافت مراد نہ لیے جائیں، جیسا کہ بعض علماء نے مراد لیا ہے - [illegible] کے لیے ایک مستقل مضمون کی ضرورت ہے، تاہم میں ان تمام احادیث کا [illegible] جن میں یہ لفظ [illegible] انہیں یاد کرتے - اس وقت دیکھیے گا تو اکثر جگہ لفظ "امر" [illegible] کا [illegible] الاحكام [illegible] احادیث النبی صلعم -

ان دونوں آیتوں میں سے پہلی آیت میں حکومت کے
لیے شورۂ عام کا حکم دیا گیا ہے، اور دوسری آیت میں اس حکم کی تعمیل کی تصدیق
کی گئی۔ ان دونوں آیتوں سے چند باتیں ظاہر ہوتی ہیں

(۱) حکومت اسلامیہ میں شورۂ عام شرط ہے۔

(۲) حکومت کی اصالت عام مسلمانوں کی طرف کی گئی ہے۔
جس سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حکومت اسلامیہ کسی کی ذاتی ملک نہیں
بلکہ جمہور اسلام کی ملک ہے۔

(۳) تیسری بات اس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ مسلمانوں
کا صدر اول میں بھی یہ عمل تھا، کیونکہ بغیر تاریخ سے مدد لیے ہوئے، خود قرآن ہم کو
بتلاتا ہے کہ "وہ ان کی حکومت باہمی مشورے سے ہے"

قرآن مجید کی ان آیات میں ہمکو اپنے دعوے کے اثبات
کے لیے کسی دوسری دلیل کی احتیاج نہیں، لیکن واقعات کے سلسلۂ
ترتیب اور اعدائے اسلام کی تسکیت کے لیے ہمکو چند دیگر واقعات کا بھی
اضافہ کرنا ہے جس سے اس کا عملی رُخ اور زیادہ واضح ہو جائے

(۱) آں حضرت صلعم نے اور خلفائے راشدینؓ نے
اپنا جانشین کسی عزیز یا اپنے بیٹے کو نہیں بنایا۔

(۲) تمام معاملات ضروری میں آں حضرت اور خلفائے
راشدین مہاجرین و انصار سے خصوصاً اور عام مسلمانوں سے عموماً مشورہ
لیتے تھے۔

(۳) خلفا کا تقرر بہیئتِ مشورۂ عام ہوتا تھا۔

(۴) بیت المال عام مسلمانوں کا حق تھا۔ کبھی ذاتی طور پر اُس کو صرف میں نہیں لایا گیا، اور اسی لیے اُس کا نام "بیت مال المسلمین" تھا۔ حالانکہ اگر اسلام شخصی حکومت کی بنیاد رکھتا تو ضرور تھا کہ امر مذکورہ، بالکلیہ حکومت اسلامیہ میں مفقود ہوتے۔

الغرض آیات مذکورہ کے علاوہ خلفا کا عام مجمع میں انتخاب، آزادی و حریت کے ساتھ اُن کے احکام و اعمال کا انتخاب، آزادی و حریت کے ساتھ اُس کے احکام و اعمال کا انعقاد، امورِ مہمہ میں خلفا کا اہل الرائے اور ارباب حل و عقد سے استشارہ، بیت المال کی شخصی حرمت اور اُس کا "خزینۂ عمومیہ" ہونا۔ اس امر کا محکم ترین ثبوت ہے کہ اسلام میں حکومت، جمہور ملک کی طاقت کا نام ہے۔ وہ کوئی شخصی استبداد نہیں۔

تمام اہل مُلک مراتبِ حقوق، قانون اور قواعد مُلک میں مُساوی ہیں

درحقیقت یہ اسلام کی واضح ترین خصوصیت ہے کہ اُس کی نظر میں آقا اور غلام، معزز اور حقیر، چھوٹا اور بڑا، امیر اور فقیر، سب برابر ہیں۔ صہیب و بلال جو آزاد شدہ غلام تھے، سردارانِ قریش کے پہلو بہ پہلو اُن کا نام ہے۔ اسلام کے سامنے صرف ایک ہی چیز ہے جس سے انسانوں کے باہمی مرتبے میں تفریق ہو سکتی ہے، یعنی اتقا اور حسنِ عمل۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (۴۹ : ۱۳) — تم میں زیادہ معزز وہی ہے جو زیادہ متقی ہے۔

رسول اللہ (صلعم) نے صرف ایک فقرے میں مراتب کی تفریق کر دی :

الکرم : التقوی (ترمذی باب مفاخرت) — بزرگی اور بڑائی ، صرف تقوے وحسن عمل سے ہے۔

لیس لاحد علی احد فضل الا بدین تقوی۔ (مشکوۃ باب مفاخرت) — ایک کو دوسرے پر فضیلت دینی اور تقوے کے سوا اور کوئی حق ترجیح وفضیلت نہیں ہے۔

الناس کلھم بنو آدم و آدم من تراب . (مشکوۃ باب مفاخرت) — تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنا تھا ، پس سب آپس میں برابر ہیں۔

مساوات قانونی کی اصلی تصویر صرف اسلام کے مرقع ہی میں مل سکتی ہے۔ قانون اسلام کی نگاہ میں حاکم ومحکوم اور امام وعامۂ ناس یکساں ہیں۔ کیا اسلام سے پہلے یہ ممکن تھا کہ بادشاہ اپنی رعایا کے مقابلہ میں ایک معمولی آدمی کی طرح عدالت میں حاضر ہو؟ حضرت عمر اور ابی ابن کعب میں ایک معاملہ کی نسبت نزاع ہوئی۔ زید بن ثابت کے ہاں مقدمہ پیش ہوا۔ حضرت عمر [illegible] تو انہوں نے تعظیم کے لیے جگہ خالی کر دی۔ حضرت عمر [illegible]

یہ پہلی بے انصافی ہے جو تم نے اس مقدمے میں کی" یہ کہہ کر اپنے فریق کے
برابر بیٹھ گئے۔ (کتاب الخراج)

اسی طرح حضرت امیر جب ایک مقدمہ میں مدعا علیہ بن کر آئے تو
اُن کو مدعی کے برابر کھڑا ہونا پڑا۔ (عقد الفرید)

عہد عباسیہ میں حکومت اسلامی کی خصوصیات بہت کم باقی
تھیں، لیکن پھر بھی جب مدینہ کے قلیوں نے خلیفہ منصور پر دار القضا
میں دعوے کیا، تو خلیفہ کو تنہا اُن قلیوں کے دوش بدوش قاضی کے
سامنے آنا پڑا۔ مامون کے دربار میں اُس کے بیٹے عباس پر ایک بڑھیا نے
نالش کی۔ اور شہزادہ عباس کو بر سر دربار بڑھیا کے سامنے کھڑے
ہو کر اپنے مقدمہ کی سماعت کرنی پڑی۔

قانون اسلامی میں قریب و بعید کا بھی کوئی امتیاز نہیں،
آں حضرت نے صاف فرمایا۔

عن عبادة بن الصامت قال قال
رسول الله صلعم اقیموا حدود
الله علی القریب والبعید
ولا تاخذکم فی الله لومة
لائم (ابن ماجہ کتاب
الجہاد ۔ ۔ ۔)

خدا کے حدود یعنی خدا کے
مقرر کردہ قوانین و آئین دور
و قریب، رشتہ دار و غیر رشتہ دار سب
پر یکساں جاری کرو، اور خدا کے
معاملے میں تم ملامت کرنے والوں
کی ملامت کی پروا نہ کرو۔

الحریۃ فی الاسلام
نظام حکومت اسلامیہ

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ (۴۲: ۳۶)

(۳)

جبلہ بن ایہم الغسانی

جبلہ بن ایہم الغسانی، ایک عیسائی شاہزادے نے عہد فاروقی میں اسلام قبول کیا تھا۔ طواف کعبہ کے موقع پر اس کی چادر کا ایک گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آگیا۔ جبلہ نے اس کے منہ پر ایک تھپڑ کھینچ مارا۔ اس نے بھی برابر کا جواب دیا۔ جبلہ غصے سے بیتاب ہو گیا اور حضرت عمر کے پاس آ کر شکایت کی۔ آپ نے سُن کر کہا تم نے جیسا کیا تھا، ویسی ہی اس کی سزا بھی پائی۔ اس نے کہا:

"ہمارے ساتھ کوئی گستاخی کرے تو اس کی سزا قتل ہے"

مگر حضرت عمر نے فرمایا:

"ہاں، جاہلیت میں ایسا ہی تھا، لیکن اسلام نے شریف و ذلیل اور پست و بلند کو ایک کر دیا"

جبلہ اس ضد میں پھر عیسائی ہو گیا اور روم بھاگ گیا، لیکن خلیفۂ اسلام نے مساوات اسلامی کی قانون شکنی گوارہ نہ کی۔

خود آں حضرت کا اسوۂ حسنہ

"مساوات قانونی کو چھوڑ کر اسلام کی عام طرز مساوات پر غور کرنا چاہیے۔ آں حضرت تمام مسلمانوں کے آقا اور سردار تھے، تاہم آپ نے

عام مسلمانوں سے اپنے لیے ۔ کبھی کوئی زیادہ امتیاز نہیں چاہا۔

ایک سفر میں کھانا پکانے کے لیے صحابہ نے کام تقسیم کرلیے تو جنگل سے لکڑیاں لانے کی خدمت سرورِ کائنات نے خود اپنے ذمہ لی !

حضرت انس دس برس خدمت نبوی میں رہے ۔ لیکن اُن کا بیان ہے کہ اس مدت طویل میں میں نے جتنی خدمت آپ کی، اُس سے زیادہ آپ نے میری کی ۔ مساوات کا یہ عالم تھا کہ "ماقال لی شئی لما فعلت ؟" یعنی تحکمانہ کام لینا یا جھڑکی دینا تو بڑی بات ہے، کبھی آپ نے اتنا بھی نہ کیا کہ فلاں کام یوں سے یوں کیوں کیا ؟

غلام اور آقا

ایک صحابی نے اپنے غلام کو مارا تو آپ نے فرمایا:

"یہ تمھارے بھائی ہیں ، جنکو خدا نے تمھارے ہاتھ میں دیا ہے جو خود کھاؤ ۔ وہ اُنکو کھلاؤ ، جو خود پہنو وہ اُن کو پہناؤ ،،

اسلام نے نہایت شدت کے ساتھ اس سے روکا کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو، خواہ وہ کیسا ہی ادنیٰ درجہ کا کیوں نہ سمجھا جاتا ہو، "غلام" اور "باندی" کہے کیونکہ سب خدا ہی کے غلام ہیں ۔ اسیطرح غلاموں کو فرمایا کہ اپنے سربروں کو آقا نہ کہیں کیونکہ مساوات اسلامی میں اس سے فرق آتا ہے ۔

ایک بار ایک صحابی نے آنحضرت کو ان الفاظ سے خطاب کیا کہ تم ہمارے آقا ہو ۔ آپ نے فرمایا [illegible] ۔ آقا تو ایک ہی ہے

ہے، یعنی خدا۔۔

صحابہ کا طرزِ عمل

خلفائے راشدین جو تعلیم اسلامی کے زندہ پیکر تھے، اُن کا بھی ہمیشہ یہی طرزِ عمل رہا۔ حضرت عمرؓ اور اُن کا غلام سفر بیت المقدس میں باری باری سے سوار ہوتے تھے۔ بیت المقدس کے قریب جب پہنچے تو غلام کی باری تھی۔ غلام نے عرض کیا کہ آپ سوار ہوں کہ شہر نزدیک آ گیا۔ آپ نے نہ مانا، اور آخر خلیفۂ اسلام بیت المقدس میں اسی طرح داخل ہوا کہ اُس کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھی، اور اونٹ پر اُس کا غلام سوار تھا! حالانکہ یہ وہ وقت تھا کہ جب کہ تمام شہر خلیفۂ اسلام کی شان و عظمت کا تماشا دیکھنے کے لیے اُمنڈ آیا تھا۔ یہ واقعہ مشہور ہے۔ تفصیل کی ضرورت نہیں۔

واقعہ اجنادین میں رومی سپہ سالار نے ایک جاسوس مسلمانوں کے دریافت حال کے لیے معسکر اسلام میں بھیجا۔ جاسوس اسلام کے ان سچے نمونوں کو دیکھ کر جب واپس آیا، تو رومی سپہ سالار سے ایک تحیر کے عالم میں بول اٹھا:

هم بالليل رهبان	یہ لوگ راتوں کو استغراق عبادت میں
وبالنهار فرسان۔	راہب ہوتے ہیں مگر دن کو شہسوار۔ اگر
لو سرق ابن ملكهم	ان کا شہزادہ بھی چوری کرے تو ہاتھ
قطعوا يده	کاٹ ڈالیں، اور اگر زنا کرے تو اُسے بھی
ولو زنى رجموه	رجم کریں

خالص مسلم کی یہ اصلی تصویر تھی!

مساوات قانونی کی ایک مثال وحید

قبیلۂ مخزوم کی ایک عورت چوری میں ماخوذ ہوئی۔ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرنے کے لیے حضرت اسامہ کو آمادہ کیا، جن کو آپ بہت عزیز رکھتے تھے۔ لیکن جب اس واقعہ کے متعلق اسامہ نے آپ سے سفارش کی تو آپ نے لوگوں کو جمع کرکے فرمایا:

انما اهلك الذين قبلكم انهم كانوا اذا سرق فيهم الشريف تركوه، واذا سرق فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد۔ وايم الله لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها (بخاری الساعة فی الحدود)

اے لوگو تم سے پہلے قومیں اس لیے ہلاک ہوگئیں کہ جب اُن میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا (چوری کا ذکر صرف خصوصیت واقعہ کی بنا پر ہے ورنہ اس سے مراد عام جرائم ہیں) تو لوگ اُس کو چھوڑ دیتے تھے، پر جب کوئی عام آدمی چوری کرتا تو اُس کو سزا دیتے لیکن خدا کی قسم، اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اُس کے ہاتھ بھی ضرور کاٹے جاتے۔

یہ ہے اسلام کی فرماں روائی کی اصلی تصویر، اور یہ ہے وہ مساوات کی حقیقی تعلیم، جس کے ساتھ اعمال نبوت کا اسوۂ حسنہ بھی پیش کردیا گیا تھا۔

یہ سچ ہے کہ انقلاب فرانس نے یورپ کو استبداد و تسلط اور امتیاز افراد سے نجات دلائی، اور اس نے معلوم کیا کہ ہر انسان بلحاظ انسان ہونے

ہونے کے انسان ہے، اگرچہ وہ سر پر تاج، اور ہاتھ میں عصاءِ حکومت رکھتا ہو۔ لیکن بایں ہمہ آج بھی، جبکہ تمام یورپ سے شخصی فرماں روائی کا جنازہ اٹھ چکا ہے، جبکہ قانون کی عزت سب سے بالاتر سمجھی جاتی ہے، جبکہ مساوات و آزادی کے غلغلوں سے اس کا گوشہ گوشہ گونج رہا ہے ایک نظیر بھی ایسی پیش کی جا سکتی ہے، جسمیں فرماں روائے وقت نے ایسی صاف اور سچی لفظوں میں مساواتِ اِنسانی کا اعلان کیا ہو، اور خود اپنے اوپر اس کا نمونہ پیش کرنے کے لیے آمادہ ہو؟

انگلستان میں یادشاہ قانون کا تابع بیان کیا جاتا ہے، اور امریکہ و فرانس میں پریسیڈنٹ ایک عارضی مشورہ فرمائے حکومت سے زیادہ نہیں، لیکن اگر واقعات و نظائر کے جمع کرنے پر متوجہ ہوں تو صدہا واقعات پیش کیے جا سکتے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قانون نے اس دور مدنیۃ و آزادی میں بھی اعلیٰ و ادنےٰ اور بادشاہ و رعایا کا ویسا ہی فرق قائم رکھا ہے، جیسا کہ ہندوستان میں (منو) کے زمانے میں تھا، یا دور مظالمہ کی اُن انسانی پرستش گاہوں کے عہد میں، جس کو آج تاریخ لعنت و نفرین کے ساتھ یاد کرتی ہے!

ہم کو یورپ کی اُن عدالتوں کا نشان دو، جہاں یادشاہ وقت ایک معمولی فردِ رعایا کے دعوے کی جوابدہی کے لیے آ کر کھڑا ہو، کیوں کہ ہم نہ صرف مدینے کی اس سادہ عدالت کدہ مسجد ہی میں، بلکہ دمشق اور بغداد کے پرشوکت عدالت خانوں میں بھی ایسا ہی دیکھ رہے ہیں۔ ہمکو وہ قانون بتلاؤ جس نے چوری کی سزا سپاہی کے لڑکے کی طرح، بادشاہ کی لڑکی کو بھی

دینی چاہیے ہو، کیوں کہ عرب کے اوہیں قدوس بادشاہ کا اعلان ہم پڑھ رہے ہیں، جو بادشاہتوں کو مٹانے کے لیے آیا تھا

کیا آج بھی قانون عملاً ادنیٰ واعلیٰ میں تمیز نہیں کرتا؟ کیا کل کی بات نہیں ہے کہ انگلستان میں ایک مدعی کے جواب میں پارلیمنٹ نے اعلان کر دیا تھا کہ بادشاہ عدالت میں حاضر نہیں ہو سکتا؟ اور نہ کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ عدالت اس کے نام سمن جاری کر سکتی ہے؟ یہ اعلان ہی نہیں بلکہ قانون ہے، کیوں کہ قانون نے بایں ہمہ ادعاء مساوات، بادشاہ کو عدالت کی حاضری سے بری اور مستثنیٰ کر دیا ہے!!

مدعیوں کی جدوجہد کے بعد دنیا کا آج حاصل حریت اس سے زیادہ نہیں، پھر وہ دعوت کیسی مقدس و محترم، اور وہ مؤید من اللہ ہاتھ کیسا عظیم و جلیل تھا، جس نے چھٹی صدی کی تاریکی میں حقیقی حریت و مساوات انسانی کا چراغ روشن کیا، اور اعلان کر دیا کہ۔

"وان فاطمة بنت محمد سرقت، قطعت یدها"۔

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

خلیفۂ اوّل کا اعلان

اور مساوات کا تخیل عمومی۔

حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کی جو پہلی تقریر کی تھی اُس کے حسب ذیل فقرے پڑھو

وان اقواکم عندی الضعیف   تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف

حتی آخذ له بحقه، وان اضعفکم عندی القوی حتی آخذ منه الحق (ابن سعد ج ص ۱۲۹)

ہے، یہاں تک کہ میں اُس سے حق وصول کروں۔ اور جو ضعیف ہے وہ قوی ہے، تا آں کہ میں اُس کو اُس کا حق نہ دلوا دوں۔

اس مساوات کی تعلیم نے پیروان اسلام کے قلب و دماغ کو حریت و مساوات کی تخیل سے لبریز کر دیا تھا۔ فارس کی لڑائی میں جب مغیرہ بن شعبہ ایرانی سپہ سالار کے پاس سفیر بن کر گئے، اور تخت پر اُس کے برابر بیٹھ گئے، تو درباریوں نے یہ سوء ادب دیکھ کر تخت سے اُتار دیا تھا۔ اس پر اُن کے مُنہ سے کس بیباکی کے ساتھ یہ الفاظ نکلے ہیں:

انا معشر العرب لا یتعبد بعضنا بعضا (طبری ص ۱۸)

ہم مسلمانوں میں تو ایک دوسرے کو غلام سمجھنے کا دستور نہیں ہے، یہ تمہارا کیا حال ہے؟

امتداد زمانہ نے خصوصیات اسلام بہت کچھ مٹا دیئے تاہم اِس واقعہ سے کون انکار کر سکتا ہے کہ آج بھی مہذب ترین ممالک میں سیاہ و سپید قومیں اپنی عبادت گاہوں میں ایک دوسرے کے ساتھ صف میں نہیں بیٹھ سکتیں، لیکن مساجد اسلامیہ میں ایک ادنے ترین مسلمان ایک امیر یا امرا بلکہ شاہ افغانستان کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہوتا ہے، اور کوئی اُس کو اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتا۔ کیا ان تعلیمات و واقعات کے بعد بھی کہا جا سکتا ہے کہ اسلام میں مساوات نہیں؟ اور اس بارے میں وہ آج یورپ سے درس حریت

لینے کا محتاج ہے؟

نظامِ جمہوری کا تیسرا رکن

امام یا خلیفہ کا تقرر انتخابِ عام سے ہو، اور دوسروں پر حقوق میں اُس کو کوئی ترجیح نہ ہو۔

اس بحث کو ہم دو حصوں میں بیان کریں گے:

(۱) تاریخ شاہد ہے کہ خلفائے راشدین میں سے کسی کا تقرر بحق وراثت یا بہ استبداد رائے نہیں ہوا بلکہ مجمعِ عام میں مہاجرین و انصار کی کثرتِ رائے سے (جو بمنزلۂ ارکانِ خاص تھے) اور عام مسلمانوں کے قبول سے ہوا (جو بمنزلۂ ارکانِ عام تھے) حضرت ابوبکر کا انتخاب نشستگاہ بنو ساعدہ میں حضرت عمر کی تحریک، مہاجرین و انصار کی تائید، اور عامۂ مسلمین کی پسندیدگی سے ہوا حضرت عمر کا انتخاب حضرت ابوبکر کی تحریک مہاجرین و انصار و عامۂ مسلمین کی تائید و قبول سے ہوا۔ حضرت عثمان کو عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ کی ایک مجلس نیابی کے انتخاب اور عام اہلِ مدینہ کے مشورہ سے خلیفہ بنایا گیا۔ اسی طرح حضرت امیر اہلِ مصر و اہلِ مدینہ کی تجویز و قبول سے خلیفہ منتخب ہوئے۔

حضرت عمر نے تو صاف فرما دیا "لاخلافة الا عن مشورة"۔

؎ کنز العمال ج ۳ ص ۱۲۹) یعنی خلافت صرف عام مشورہ سے طے ہو سکتی ہے، شریعت میں اس کے تعین کا اور کوئی ذریعہ نہیں

واقعۂ تحکیم میں حضرت امیر علیہ السلام اور امیر معاویہ کی معزولی میں

بھی قوم ہی کی رائے سے مدد لینی پڑی، گو اس میں امیر معاویہ کے نائب نے مکروخدع سے کام لیا تھا، اور قوم کو دھوکا دینا چاہا تھا۔

حضرت امیر کی تصریح

امیر معاویہ نے حضرت امیر علیہ السلام کو لکھا تھا کہ تم کو خلیفہ کس نے بنایا؟ حضرت جواب میں فرماتے ہیں:

جس قوم نے ابوبکر و عمر و عثمان کی	انه بایعنی القوم الذین
بیعت کی تھی، اور جن شرائط پر	بایعوا ابابکر وعمر و
بیعت کی تھی، اُسی نے، اُنھی شرائط	عثمان وعلی ما بایعوهم
پر میری بھی بیعت کی۔ جو مجلس	علیه، فلم یکن للشاهد
انتخاب میں موجود ہو اُس کو حق نہیں	ان یختار، ولا للغائب ان
کہ اپنی رائے پر اڑا رہے، اور جو غیر حاضر	یرد، وانما الشوری
ہو اُس کو حق نہیں کہ اپنی غیر حاضری	للمهاجرین والانصار
کی بنا پر انتخاب عام کو رد کر دے۔	فان اجتمعوا علی رجل
حق شورہ مہاجرین و انصار	وسموه اماما، کان ذلک
کو ہے، اگر وہ کسی ایک شخص	رضی، فان خرج من
پر متفق الرائے ہو جائیں اور اس کو امام	امرهم خارج بطعن
مقرر کر دیں تو ان کی یہ رضائے عام پر	او بدعة ردوه الی ما
دال ہے، پس اگر کوئی اُن کی متفق علیہ	خرج منه، فان ابی قاتلوه
رائے سے کسی طعن یا بدعت	علی اتباعه غیر

سبیل المومنین (نہج البلاغۃ ج۔ ۲۔ ص۔ ۷۔ مصر) کے سبب سے علیحدہ ہو تو اُن پر واجب ہو گا کہ جس سے وہ علیحدہ ہوا اُس کے قبول پر مجبور کیا جائے۔ اگر وہ اب بھی نہ مانے تو اجماع رائے مسلمین کی مخالفت کی بنا پر اُس سے جنگ کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ جناب امیر نے ان چند فقروں میں انتخاب خلافت و جمہوریت کے تمام ارکان کی بہترین تفصیل کر دی ہے؛ اور ایسی تفصیل جس سے بہتر تفصیل آج بھی نہیں ہو سکتی۔

یزید کی خلافت سے انکار

امیر معاویہ کے عامل نے جب یزید کی نسبت مدینے میں خطبہ پڑھا اور کہا خلافت کے لیے امیر المومنین یزید حسب سنت اسلام خلیفہ ہوتے ہیں، تو فوراً ایک مسلمان نے کھڑے ہو کر علانیہ کہہ دیا کہ تم جھوٹے ہو۔ اسلام سے اس استبداد اور وراثت کو کیا تعلق؟ یوں کہو کہ وہ شاہان روم و فارس کی طرح بادشاہ ہوتا ہے؛ یہ واقعہ تمام تاریخوں میں موجود اور مشہور ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی رئیس کا تقرر اگر بہ شکل انتخاب نہ ہو تو وہ مسلمانوں کے نزدیک امام اسلام نہیں ہو سکتا تھا؛ بلکہ قیصر و کسریٰ اسلام سمجھا جاتا تھا آں حضرت نے اپنی مشہور حدیث میں اسی قسم کی حکومت کو "ملک عضوض" فرمایا ہے۔ اسی لیے

حضرت عمرؓ نے انتقال کے وقت اعلان فرمادیا کہ میرے بیٹے عبداللہ کا خلافت میں کوئی حصہ نہیں۔

بنو اُمیہ

خلافت راشدہ کے بعد بنو اُمیہ کا دورِ فسق و بدعات شروع ہوتا ہے، جنھوں نے نظام حکومت اسلامی کی بنیادیں متزلزل کردیں۔ تاہم جب اُمی میں قامع بدعت، محی السنۃ، حضرت عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوئے، تو گو حسب بنت ملک عضوض،، سلیمان بن عبدالملک نے انھیں اپنا جانشین مقرر کردیا تھا، تاہم چونکہ ازروئے شریعت اسلام کسی امام کے نصب کیلیے اسقدر کافی نہ تھا، اس لیے انھوں نے مسجد عام میں فرمادیا مسلمانو! چونکہ ازروئے اسلام تمھارے انتخاب عام سے میرا تعین نہیں ہوا، اس لیے میں خلیفہ نہیں ہوں۔ تمھیں حق ہے کہ میرے سوا کسی اور کا انتخاب کرلو۔ ان کے اصل الفاظ یہ تھے:

ایھا الناس انی ابتلیت بھذا الامر من غیر رای منی ولا طلبۃ ولا مشورۃ من المسلمین، و انی قد خلعت ما فی اعناقکم من بیعتی فاختاروا لانفسکم غیری	لوگو! میں اپنی رائے اور خواہش اور مسلمانوں کے عام مشورہ کے بغیر امارت کے عذاب میں مبتلا ہوگیا ہوں، اس لیے میں تمکو اپنی بیعت کے بارے سبکدوش کردیتا ہوں۔ اب تم اپنی رائے میں بالکل مختار ہو۔ میرے سوا جسکو چاہو اپنا امام بنالو۔

طریق بیعت بقیہ شوریٰ سے ہے

جسطرح ارتقائے انسانی کے بعد بھی گذشتہ اعضائے اثریہ کا وجود باقی رہ گیا ہے، بعینہ اسیطرح گو بہت سی اسلامی حکومتوں سے خصوصیات حکومت اسلامیہ ایک ایک کر کے رخصت ہو گئیں تاہم گذشتہ طرز حکومت کے بعض اعضائے اثریہ کا وجود ابتک باقی ہے میری مراد اس سے "بیعت" ہے۔ بیعت کے یہ معنی ہیں کہ تمام افراد ملک اپنے اپنے حکام شہر کے دربار میں جمع ہو کر بادشاہ وقت کی حکومت تسلیم کرنیکا اقرار کریں، اور دارالحکومت میں بھی عہدہ داران کبار مثلاً وزرا، سرداران فوج، قضاۃ، امراء و حکام، اور اعیان بلدہ بادشاہ کے حضور میں اسکا اعتراف حکومت و وعدۂ اطاعت کریں۔ دولت امویہ، دولت عباسیہ، اور تمام اسلامی سلطنتوں میں ہمیشہ اس پر عمل رہا۔ ہندوستان کی دولت مغلیہ کی تاریخ اس پر شاہد ہے۔ اور ترکی میں ہر نئے سلطان کی تخت نشینی کے بعد اولین دربار بیعت کا ہوتا ہے۔

فقہا و متکلمین

فقہاء و متکلمین اسلام نے "امامت و حکومت" کی جو شرطیں قرار دی ہیں، اُن سے بھی مسئلہ "انتخاب امام" پر روشنی پڑتی ہے۔ گو انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف حضرت ابوبکر و عمر کے طریق انتخاب کو اصول قرار دے کر لکھا ہے۔ تاہم انتخاب اور شوریٰ کو اصول اسلامی تسلیم کرتے ہیں۔

قاضی "ماوردی" (المتوفی ۴۵۰ھ) لکھتے ہیں:

الامامة تنعقد بوجهين: احدهما باختيار اهل الحل والعقد، والثاني بعهد الامام من قبل - (الاحکام السلطانیہ ص - ۵ - مصر)

خلافت چند طریقوں سے منعقد ہوتی ہے: ایک تو ملک کے اہل الرائے اشخاص کے انتخاب سے، دوسرے اس سے کہ امام سابق خود کسی کا نام متعین کر دے۔

علامہ "تفتازانی" "شرح مقاصد" میں لکھتے ہیں:

وتنعقد الامامة بطرق احدها بيعة اهل الحل والعقد من العلماء والرؤساء ووجوه الناس - (بحث امامت)

خلافت چند طریقوں سے منعقد ہوتی ہے: ایک یہ کہ معززین قوم رؤسائ اور علما وغیرہ اہل الرائے اشخاص بیعت کریں۔

سید سند اور قاضی عضد الدین مواقف وشرح مواقف میں جو عقائد اہلسنت کی موثق ترین تصنیف ہے، لکھتے ہیں۔

وانها (الامامة) تثبت بالنص من الرسول ومن الامام السابق بالاجماع وتثبت ايضا ببيعة اهل الحل والعقد عند اهل السنة والجماعة والمعتزلة والصالحية من الزيدية (ص ۶۰۶)

خلافت، رسول اور امام سابق کی تعین سے اجماعاً، اور اہل حل و عقد ملک کی بیعت سے منعقد ہوتی ہے۔ اہل سنت وجماعت، معتزلہ، اور صالحیہ زیدیہ کے نزدیک ایسا ہی ہے۔

دوسری جگہ اسی کتاب میں مذکور ہے:

والامة خلع الامام وعزله بسبب یوجبه مثل ان یوجد منه ما یوجب اختلال احوال المسلمین وانتکاس امور الدین کما کان لهم نصبه واقامة لانتظامها واعلائها وان ادی خلعه الی الفتنة احتمل ادنی المضرتین (ص ۲۰۷)

"اور قوم کو حق حاصل ہے کہ کسی سبب سے خلیفہ کو معزول کرا دے۔ مثلاً اس سبب سے کہ مسلمانوں کے حالات اور امور دین کے انتظامات و تدابیر اُس کے باعث خلل پذیر ہو جائیں، جس طرح کہ اُس کو خلیفے کے تقرر و انتخاب کا حق امور اسلامیہ کے انتظام و ترقی کے لیے تھا، اسی طرح معزولی کا بھی ہے۔ اور اُس کی معزولی سے فتنہ برپا ہو تو پھر معزولی اور خلل احوال مسلمین ان دونوں میں سے جس کا ضرر کم ہو، اُسکو برداشت کر لیا جائے گا۔

عام کتب عقائد موجودہ
اور نظام حکومت اسلامیہ

یہ موقعہ نہیں کہ ان تصریحات متکلمین و اصحاب عقد کی نسبت زیادہ بحث کی جائے، تاہم چند اشارات ضروری ہیں:

(۱) کتب کلام و عقائد میں اصل اصول شوریٰ، و اجماع امت، و انتخاب امام، و عدم تخصص و تعین شخصی کو صاف طور پر لکھا ہے، اور گو اس سے ان کا مقصد نظام حکومت اسلامیہ کی تعبیر نہ تھا بلکہ زیادہ تر فریقانہ بحث و جدال اور خلافت راشدہ کا اثبات، تاہم اصول شوریٰ و جمہوریت

اکثر مباحث اس کے ضمن میں آگئے۔

لیکن اس میں شک نہیں کہ جس اہمیت و وسعت کیسا تھ اس مسئلے کو کتب عقائد و کلام اور جمیع مدونات اسلامیہ میں ہونا چاہیے تھا، اور ایک ایسے اصولی اور بنیادی مسئلہ کے لیے جس توجہ و اعتنا کی ضرورت تھی، اگر اسکو پیش نظر رکھیے، تو نہایت درد و افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جو لکھا گیا وہ کافی نہیں، اور جس نظر اہمیت کا وہ مستحق تھا، اس نظر سے عام طور پر ائمۂ اسفار و اساطین قوم نے اُسے نہ دیکھا۔

لیکن اس اغماض سے نفس مسئلہ کی اہمیت کی تضعیف صحیح نہ ہوگی، بلکہ دراصل یہ حالت بھی مثل اور بہت سی حالتوں کے، نتیجہ ہے بنی اُمیہ کے اس تسلط اور احاطۂ مستبدہ کا، جس کے اثر سے ہمارے ہر فن کا لٹریچر متأثر ہوا اور بدقسمتی سے عقائد و کلام کے تو بہت سے گوشے ہیں، جن سے اس کی صدائے بازگشت آجتک آرہی ہے۔ بنی اُمیہ کی سب سے پہلی بدعت، اور اسلام و مسلمین پر ان کا اولین ظلم یہ تھا، کہ نظامِ حکومتِ اسلامیہ کا تختہ یکسر اُلٹ دیا، اور خلافت راشدہ جمہوریہ صحیحہ کی جگہ، مستبدہ و ملک عضوض کی بنیاد ڈالی۔ یہ انقلاب بہت شدید تھا، اور بہت مشکل تھا کہ ملک کو اس پر راضی کیا جائے۔ صحابۂ کرام ابھی موجود تھے، اور خلافت راشدہ کے واقعات بچے بچے کی زبان پر تھے، اس لیے اس احساسِ اسلامی کو مٹانے کے لیے تلوار سے کام لیا گیا، اور جس

نے تو وہ حق و معروف سے زبان کھولی، اس کو زور شمشیر و خنجر سے چپ کرایا گیا۔ رفتہ رفتہ احساس منقلب، اور خیالات پلٹنے لگے، اور حقیقت روز بہ روز مستور و محجوب ہوتی گئی۔

ان کے بعد بنی عباس آئے۔ اس میدان میں یہ بھی ان کے دوش بدوش تھے۔ تصنیف و تالیف اور تدوین علوم اسلامیہ کا عروج ہوا تو وہ اثر مخفی موجود تھا، اور کام کر رہا تھا۔ یہ جو امام اور خلیفہ کے حق خلافت کے لیے فسق و معصیت کو بھی مضر نہیں سمجھتے، تو یہ کتاب و سنت کا اثر تو نہیں ہو سکتا، جو "واجعلنا من المتقین اماما" کی دعا تلقین کرتا ہے؟ پھر اگر یزید اور ولید کی خلافت کی صحت منوانا اس سے مقصود نہ تھا تو اور کیا تھا؟

(۱) ان تصریحات میں تم دیکھتے ہو کہ انتخاب خلیفہ کے لیے انتخاب عام و مشورۂ اہل حل و عقد کے ساتھ خلیفہ سابق کی تعین کو بھی ایک شکل صحیح قرار دیا ہے۔ دراصل اس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے انتخاب کی مثال پیش نظر ہے۔ لیکن غور کیجیے تو حضرت عمر کے لیے گو حضرت ابوبکر نے تحریک کی لیکن اس پر تمام ارباب حل و عقد، اور پھر عامۂ مسلین نے پسندیدگی کا اظہار کیا، اس لیے وہ بھی تعین شخصی نہیں، بلکہ بمنزلہ انتخاب عام کے تھا۔

اس بنا پر نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اسلام نے سوا انتخاب عام کے اور کوئی صورت تعین خلفا یا ولی عہدی وغیرہ کی قرار نہیں دی ہے، اور اس لیے کتب عقائد کی تقسیم و تعدد طرق نصب امام بالکل غیر ضروری ہے۔

حضرات امامیہ گو امامت و خلافت کیلیے اجماع امت نہیں تسلیم کرتے

[illegible] ان کا ایک فرقہ [illegible] زیدیہ زیدیہ باحق با امامت کو آل حسن و حسین صلوٰۃ اللہ علیہ [illegible] کے باوجود بھی آل طاہرین میں سے ایک کا انتخاب جا[illegible] شوریٰ کرتا ہے۔

ان تشریحات کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں جمہوریت کا جزو اعظم یعنی مسئلہ انتخاب مفقود ہے؟

الحریۃ فی الاسلام

نظام حکومت اسلامیہ

وامرھم شوریٰ بینھم (۴۲: ۳۶)

(۳)

دوسری بحث

مساوات حقوق و مال

یہاں تک اس بحث کا پہلا ٹکڑا تھا، اب ہم دوسرے ٹکڑے پر نظر ڈالتے ہیں۔

اسلام میں خلفا کو عزت و احترام دینی کے علاوہ حقوق انتظامی و مالی میں کوئی تفوق و ترجیح نہ تھی۔ تاریخ اسلام کا یہ ایک مشہور و مسلم واقعہ ہے، اور اس کے ثبوت کے لیے تواتر عمل کافی ہے۔ تاہم سلسلۂ بیان کے لیے چند اشارات کیے جائیں گے۔

انک لعلی خلق عظیم !!!

گذشتہ صفحات میں ظاہر کیا جا چکا ہے کہ آں حضرت صلعم کا عام

مسلمانوں کے ساتھ طرز عمل کیسا تھا؟ اور کس مساویانہ حیثیت سے وہ تمام مسلمانوں سے ملتے تھے؟ سیرت نبوی کے تمام واقعات میں سے ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جو اس مساوات سے مستثنیٰ ہو۔ آپ ہمیشہ لوگوں میں اسقدر رل مل کر بیٹھتے تھے جیسے اوس مجلس کا ایک عام ممبر، اور ہمیشہ فرماتے۔ "خدایا میں غریب ہوں۔ مجھ کو غریبوں میں زندہ رکھ، اور غریبوں ہی کے زمرے میں اٹھا،" کھانے کے وقت آپ اس طرح بیٹھتے، جسطرح ایک معمولی غلام، اور پھر فرط انکسار سے فرماتے "میں خدا کا غلام ہوں۔ اسی طرح کھاتا ہوں جسطرح ایک غلام کھاتا ہے۔"

اللہ اکبر!

اُدھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل

مقام اُس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشدد کا!

خلیفۂ اسلام کے اختیارات

حضرت ابوبکر نے اول خلافت میں جو سب سے پہلی تقریر کی اُس کے بعض فقرے یہ ہیں:

ایھا الناس، قد ولیت امرکم ولست بخیرکم۔	لوگو! میں تمہارا خلیفہ مقرر ہوا ہوں گو میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔
ایھا الناس انما متبع ولست بمبتدع، فان احسنت فاعینونی، وان زغت فقومونی۔	لوگو! میں پیروی کرنے والا ہوں کوئی نئی بات کرنے والا نہیں ہوں اگر میں ٹھیک کام کروں تو مجھے مدد دو، اور اگر میں کج ہو جاؤں تو مجھے

(ابن سعد ج ۳ ص ۲۹) سیدھا کردو ۱۱

فتح شام کے بعد ایک مجلس شوریٰ میں ایک مسئلہ کی نسبت جب اختلاف آراء ہوا، تو حضرت عمر فاروق نے ایک طویل خطبہ دیا۔ اس کے چند الفاظ یہ ہیں۔۔

وانی واحد کاحدکم ہست	کیوں کہ میں بھی تم سے ایک
اریدان تتبعوا هذا الذی	کے برابر ہوں۔ میرا منشا
هوی (کتاب الخراج مطبع	یہ نہیں کہ میں جو چاہتا ہوں آپ کو
ابو یوسف ص ۱۵)	تم بھی مان لو ۱

کاحدکم کے لفظ پر غور کرو ۱ آجکل اکثر موتعول پر پریسیڈنٹ کی رائے دو ووٹوں کے برابر ہوتی ہے، یا اس کو حق ویٹو حاصل ہوتا ہے، لیکن حضرت فاروق نے صاف کہہ دیا گو میں خلیفۂ وقت ہوں، تاہم میری رائے تمام اعضاء شوریٰ کے کیطرح صرف ایک ووٹ ہی کا حکم رکھتی ہے۔ اس سے زائد نہیں۔

اس سے پہلے حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ "انما انا متبع ولست بمبتدع" یعنے اسلامی فرماں روا اس سے زیادہ کوئی درجہ نہیں رکھتا کہ وہ احکام کتاب و سُنت کو ظاہر کرے اور اُن کے عمل درآمد کے لیے بمنزلہ ایک محتسب کے ہو۔ خود اس کو کوئی رائے دینے کا حق نہیں۔

کیا آج یورپ کی بہتر سے بہتر جمہوریت میں کوئی اس کی نظیر مل سکتی ہے؟ فتدبروا وتفکروا یا اولی الالباب!

خلیفۂ وقت کے مصارف

شخصی حکمرانی کا سب سے زیادہ اور مکروہ منظر یہ ہے کہ قوم اور ملک کی دولت صرف ایک فردِ واحد کے آرام و تعیش کا ذریعہ ہوتی ہے ۔ اور جبکہ اللہ کے ہزاروں بندوں کو زندہ رہنے کے لیے بدتر سے بدتر غذا بھی میسر نہیں آتی، تو وہ سونے کے تخت پر لعل جواہر کے دانوں سے کھیلتا ہے!

پس جمہوریۂ صحیحہ کا ایک نہایت اہم رکن یہ ہونا چاہیے کہ حصولِ عز و جاہ اور خرچ مال و دولت کے لحاظ سے عام رعایا اور والیٔ ملک کا درجہ ایک کر دیا جائے اور کوئی ممتاز اور رفوق العادۃ خاص حصول مال و تسلط خزینہ کا نہ دیا جائے ۔

اگر یہ سچ ہے تو دنیا کو رونا چاہیے کہ اب تک اسکی بدبختی ختم نہیں ہوئی ۔ وہ حریت و مساوات کے نعرے جو نئے تمدن کی فضا کو ہمیشہ طوفانی رکھتے ہیں، افسوس کہ ابھی اصلیت و حقیقت کے حصول کے محتاج ہیں ۔ انسانی آزادی کا وہ فرشتہ جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ "انقلابِ فرانس" کے پروں سے زمین پر اترا، گو بہت حسین ہے، مگر پورا کامیاب نہیں ۔ آج بھی یورپ کو حریت کا سبق لینے کی ضرورت ہے ۔ آج بھی وہ درسِ مساوات کا محتاج ہے ۔ آج بھی اسے مضطرب ہونا چاہیے، تاکہ نوعِ انسانی کے احترام کے معمّے کو حل کرے، اور خدا کے یکساں اور ہم درجہ بندوں کو تفریق و امتیازِ دنیوی کی لعنت سے چھوڑانے کی معرفت حاصل کرے ۔

یہ سب کچھ اُسے اسلام ہی سے مل سکتا ہے، وہ کل کی تاریکی

کی طرح آج کی روشنی میں بھی اُس کا محتاج ہے۔ کیوں کہ "انسانی مسئلہ" کے حل کی روشنی صرف اُسی کے پاس ہے؟

یورپ کہتا ہے کہ مساوات اور حرّیت کا وہ معلم ہے۔ ہم اسکو سچ مان لیتے ہیں۔ لیکن پھر یہ کیا ہے، جو اتنک بادشاہوں کے سروں پر نظر آتا ہے؟ یہ کس کی دولت ہے، جو تاج شاہی کے ہیروں میں دفن کیجاتی ہے؟

وہ سر بفلک عمارتیں، وہ عظیم الشان محل وایوان، وہ انسانی ترقی کے بہتر سے بہتر وسائل تعیش، اور ذرائع آرام و راحت جو آج بھی اُس کے بادشاہوں اور پریسیڈنٹوں کے لیے لازمی سمجھے جاتے ہیں، کہاں سے آتے ہیں، اور کن کا خون ہے، جن کے قطروں سے عظمت و کبریائی کی سیج رنگی جاتی ہے؟

ادبیات

اسلام کا نظام حکومت

جب ولی عہد ہوا تخت حکومت کا یزید — عامل یثرب و بطحا کو یہ پہنچے احکام
"وہ کہ ولی عہد کا بھی اب سے پڑھے نام ضرور — خطبہ پڑھتا ہے حریم نبوی میں جو امام"

وقت آیا تو چڑھا پایۂ منبر پہ خطیب — اور کہا یہ کہ "یزید اب ہے امیر الاسلام"
یہ نئی بات "" سہی، کہ ابوبکرؓ و عمرؓ — جانشیں کر گئے جب موت کا پہنچا پیغام

اُٹھ کے فرزند ابو بکر نے فوراً یہ کہا
جھوٹ ہی یہ، کہ یہ ہے سنت بوبکرؓ و عمرؓ
اپنے بیٹے کو بنایا تھا خلیفہ کس نے
یہ طریقہ متوارث ہی تو کفار میں ہے
شان اسلام ہے شخصیت ذاتی سے بعید
اس سے بھی قطع نظر، نسل عرب ہیں جو لوگ

سر بسر کذب ہی یہ ہے اک خلف نسل کرام!
ہاں مگر قیصر و کسریٰ کی ہی یہ سنت عام
ایسی بدعت کا بھی مذہب اسلام میں نام!
ورنہ اسلام ہے اک مجلس شوریٰ کا نظام
شرع میں سلطنت خاص ہے ممنوع و حرام
وہ کوئی اور نہیں، ہوتے ہیں جو شاہوں کے غلام!

(شبلی نعمانی)

اگر یورپ نے مساوات انسانی کا دار پالیا ہے تو پھر اب تک بادشاہ و رعیت کے حقوق و امتیازات میں یہ فرق کیوں ہے؟

یورپ کی مساوات یہ ہے کہ بادشاہ کے ہاتھ سے مطلق العنانی کی باگ چھین لے، مگر اسلام صرف اتنے ہی کو کافی نہیں سمجھتا۔ بلکہ وہ اُن کے سر پر سے تاج، اور اُس کے نیچے سے تخت بھی کھینچ کر اُلٹ دینا چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ کسی انسان کو خلیفۂ وقت ہونے کی بنا پر یہ حق دینا جائز نہیں رکھتا کہ لاکھوں انسانوں کے سر پر ٹوپیاں ہوں، مگر اُس کا ایک سر ہیرے اور موتیوں سے لیا جائے!

مدینے کا وہ قدوس بادشاہ چٹائی پر سوتا تھا، اور اُس کے جسم مبارک پر داغ پڑ جاتے تھے۔ اُس کے جانشین عین اُسوقت، جب کہ روم و عجم کے تخت اُلٹنے کے لیے حکم دینے والے تھے، پھٹے کملوں کو جسم پر رکھتے تھے،

اور پتّوں کی جھونپڑی کے نیچے سوتے تھے !!

آج یورپ کے بادشاہوں کی تنخواہوں پر نظر ڈالو، جو ملک کا خزانہ بیدریغ اُن پر لٹا رہا ہے۔

شاہ انگلستان کی تنخواہ

جیب خرچ	۱۱۰۰۰	پاونڈ	سالانہ
ملازموں کی تنخواہ	۱۲۵۰	,,	,,
گھر کا خرچ	۱۹۳	,,	,,
محلات شاہی کی آرائش کے لیے	۲	,,	,,
انعامات و خیرات کے لیے	۱۳۲۰۰	,,	,,
متفرق اخراجات	۸۰	,,	,,
میزان کل	۴۷	,,	,,
بحساب روپیہ	۷۰۵ .	روپیہ	,,

اس میں شاہزادہ ویلز کے ۳۰ لاکھ، اور دیگر شاہزادوں کی رقوم شامل نہیں ہیں۔ ۷ - لاکھ - ۵ - ہزار روپیہ صرف بادشاہ کی ذات خاص کے لیے ہے !!

شہنشاہ جرمنی

مجموعی رقم ماہوار بحساب روپیہ ۹۰۰۰

بطور نمونے کے ہم نے دو بڑے بادشاہوں کی تنخواہیں درج کر دی ہیں۔

اب ذرا دیکھو کہ اسلام نے مسلمانوں کے بادشاہ کے لیے کیا تنخواہ رکھی ہے؟ اور خود ان کا مطالبہ اپنی تنخواہ کی نسبت کیا تھا؟

خلیفۂ اسلام کے مصارف

حضرت عمر نے ایک موقع پر خود ہی اپنے مصارف تبلادیے۔

احبر کم بما یستقل لی منه حلتان حلة فی الشتاء وحلة فی القیظ، وما احج علیه واعتمر من الظهر وقوتی وقوت اهلی کقوت رجل من قریش لیس باغناهم ولا بافقرهم ۔ ثم انا بعد رجل من المسلمین یصیبنی ما اصابهم ۔ (ابن سعد ج ۳ ص ۱۹۸)

میں خود بتلاتا ہوں کہ بیت المال سے مجھے کتنا لینا جائز ہے؟ دو جوڑے کپڑے۔ ایک جاڑے کے لیے اور ایک گرمی کا۔ ایک سواری جس پر حج اور عمرہ ادا کروں، اور قریش کے ایک متوسط الحال آدمی کے اخراجات طعام کے برابر اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے اخراجات طعام اس کے بعد میں ایک ادنے مسلمان ہوں، جو اُن کا حال ہے وہی میرا حال ہے۔

حضرت معاذ کی تصریح اور خلافتِ اسلامی کی اصلی تصویر

معاذ بن جبل ایک بڑے پایہ کے صحابی ہیں۔ روم کے در
میں سفیر بنکر گئے تھے۔ رومی سرداروں نے قیصر کے جاہ و جلال اور اعزاز و اقتدار

سے اُن کو مرعوب کرنا چاہا۔ یہاں مسلمانوں پر دوسرا ہی رنگ چھایا ہوا تھا۔ جن کے دلوں میں جلالِ خداوندی کا نشیمن ہو، اُن کی نظروں میں اس طلسم زخارفِ دنیوی کی کیا وقعت ہو سکتی ہے؟ حضرت معاذ نے امیر عرب کے اختیارات کی جن الفاظ میں تصویر کھینچی، وہ حسب ذیل ہے

واميرنا رجل منا، ان عمل فينا بكتاب ديننا وسنة نبينا اقررناه علينا وان عمل بغير ذلك عزلناه عنا وان هو سرق قطعنا يده، وان زنا جلدناه، وان شتم رجلا منا شتمه كما شتمه، وان جرح اقاده من نفسه، ولا يحتجب منا، ولا يتكبر علينا، ولا يستأثر علينا في فيئنا الذي افاءه الله علينا، وهو كرجل منا۔ (فتوح الشام ازدی ص۔ ۵ کلکتہ)

ہمارا خلیفہ ہم میں کا ایک فرد ہے، اگر ہمارے مذہب کی کتاب اور ہمارے پیغمبر کے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اُس کو اپنا خلیفہ باقی رکھیں، ورنہ اُس کو معزول کر دیں اگر وہ سرقہ کرے تو اُس کے ہاتھ کاٹ ڈالیں، اگر زنا کرے تو اُس کو سنگسار کر دیں، اگر وہ ہم میں سے کسی کو گالی دے تو وہ بھی برابر کی گالی دے۔ اگر وہ کسی کو زخمی کرے تو اُس کا بدلہ دینا پڑے، وہ ہم سے چھپ کر قصر و ایوان میں نہیں بیٹھتا، وہ ہم سے غرور و تکبر نہیں کرتا، وہ تقسیم غنیمت میں اپنے کو ہم پر ترجیح نہیں دیتا، وہ ہم میں ایک معمولی آدمی کا رتبہ رکھتا ہے، اور بس،،

ان الفاظ کو غور سے پڑھو۔ کیا اس سے واضح تر، اس سے روشن تر، اس سے صحیح تر، اس سے مؤثر تر الفاظ میں جمہوریت کی حقیقت ظاہر کیجا سکتی ہے؟ کیا حکومت عام کی اس سے بہتر نوعیت ہو سکتی ہے؟ کیا مساوات نوعی اور عدم تفوق و ترجیح افراد کی اس سے بہتر مثال تاریخ عالم پیش کر سکتی ہے؟ اللہ ہی ہم سے انصاف کرے، جنھوں نے اسلام کی اس مقدس تصویر مساوات کو اپنے کثافت اغراض و نفس سے ملوث کر دیا اور اس کی بڑھتی ہوئی قوتیں عین دور عروج میں پامال مفاسد و استبداد ہو کر رہ گئیں! ضلوا فاضلوا فویل لهم ولاتباعهم!

اللہ اللہ! آج دنیا کی ایک وہ قومیں ہیں جن کے پاس کچھ نہ تھا پر آج انھوں نے حاصل کیا، اور ایک ہم ہیں کہ خزانے کے خزانے لے کر آئے تھے۔ مگر آج سوائے ذکر عیش کے خود عیش کا کہیں وجود نہیں!!

آئندہ و گذشتہ تمنا و حسرت است

یک کاشکے بود کہ بصد جا نوشتہ ایم

شرک فی الصفات

کلمات تعظیم و تجلیل کے عجیب و غریب القاب ہیں، جو ملوک و سلاطین کے ناموں کے پہلے نظر آتے ہیں، اور جن کے بغیر ذات شاہانہ کی طرف اشارہ کرنا بھی سوء ادب کی اخیر حد ہے۔ مگر ہو تقع خلافت اسلامیہ میں اُن کی امثال ڈھونڈھنا بیکار ہوگا۔ ایک ادنیٰ مسلمان آتا ہے۔ اور "یا ابا بکر،" اور "یا عمر،" کہکر پکارتا ہے اور وہ خوشی سے جواب دیتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ

جو، شاہانہ تعظیمی استعمال ہو سکتے ہیں وہ "خلیفہ رسول اللہ" اور "امیرالمومنین"
ہیں، اور جو مدح نہیں بلکہ واقعہ ہے۔ امراء و حکام تک بھی انہیں الفاظ سے خلفا
کو خطاب کرتے تھے۔

خود آں حضرت (صلعم) کی بھی یہی حالت تھی۔ آپ اپنی نسبت
لفظ آقا (سید) تک سُننا پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک معمولی بدوی آتا تھا اور
"یا محمد" کہہ کر خطاب کرتا تھا ایک بار ایک بدوی حاضر ہوا، اور ڈرتا ہوا
خدمت نبوی میں آگے بڑھا۔ آپ نے فرمایا:

"تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ میں اس ماں کا بیٹا ہوں جو قدید (ایک
معمولی عربی کھانا) کھاتی تھی (یعنی ایک معمولی عورت کا بیٹا ہوں)"

سبحان اللہ

چہ عظمت دادہ یارب بخلق آں عظیم الشاں
کہ "انی عبدہٗ" گوید بجائے قول سبحانی

ایک صحابی نے اپنے بیٹے کو خدمت نبوی میں بھیجنا چاہا۔ اس نے
باپ سے پوچھا کہ اگر حضور اندر تشریف فرما ہوں تو میں کیونکر آواز دوں گا؟
باپ نے کہا۔

"جان پدر! کاشانۂ نبوت دربار قیصر و کسریٰ نہیں ہے۔
حضور کی ذات تجبر و تکبر سے بلند ہے آپ اپنے جاں نثاروں سے ترفع نہیں
کرتے"۔

اللھم صل علی افضل الرسل و لا کے محمد، و علی اشغلہ

المسلمین، واکملهم آله الاطہار، واصحابه الاخیار۔

ماضی وحال

یہ حالت تو تاریخ اسلامی کی افضل ترین ہستی سے لے کر اس کے خلفا وجانشین تک کی تھی، لیکن اس کے مقابلے میں آج بادشاہوں اور ریاستوں کو چھوڑ کر، صرف اپنی قوم کے ان لوگوں کو دیکھو، جن کے پاس جائداد کا کوئی حصہ یا چاندی سونے کے کچھ سکے جمع ہو گئے ہیں۔ ان میں بہت سے لوگ دولت کو تمام فضیلتوں کا منبع قرار دیتے ہیں، اور اس لیے لیڈری اور پیشوائی کے بھی مدعی ہیں۔ ان میں بہت سے فراعنہ اور رکاردہ تم کو ایسے ملیں گے، جن کا نام اگر ان خطابوں سے الگ کر کے زبان سے نکالا جائے، جو ان کے شیطانی خبث غرور نے گھڑ لیے ہیں، یا حکومت کی خوشامد وغلامی کا اصطباغ لیکر حاصل کیے ہیں، تو ان کے چہرے مارے غیظ وغضب کے درندوں کی طرح خونخوار ہو جاتے ہیں، اور چارپایوں کی طرح ہیجان غصہ وغلظت کو روک نہیں سکتے۔

رسولخدا اور ان کے جانشین اپنے تئیں محض ایک متبع کتاب و سنت سمجھتے تھے، اور ایک معمولی باشندہ مدینہ کے برابر قرار دیتے تھے۔ وہ پکار پکار کہتے تھے کہ میں اسی وقت تک تمہارا امیر ہوں، جب تک حق و شریعت کے مطابق چلوں، اور اگر میں کجروی اختیار کروں تو تم مجھ کو سیدھا کردو۔ پھر آج کل کے ان بدترین نسل فراعنہ سے کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ کیا تمرد اور کیا نمرودیت ہے؟ اگر ان کو خود اپنے لیے اسلام عزیز نہیں، تو کیا اپنی قوم کے اسلام کو بھی کفر سے بدلدینا چاہتے ہیں؟

کیا وہ بھول گئے کہ ان کے مخاطب وہ لوگ ہیں، جنھوں نے
خلفاء رسول کو اُن کے ناموں سے پکارا، اُن کو بات بات پر ٹوکا، اُن پر سخت
سے سخت اعتراض کیے، اُن کو خطبہ دیتے ہوئے روکدیا۔ اور اُس رسول کی امت
ہیں، جس نے ایک موقع پر اپنے جاں نثاروں کو اپنی تعظیم کے لیے بھی کھڑے ہونے
سے روکدیا تھا، اور فرمایا تھا "کہ لا تقوموا کالاعاجم" یعنے عجم کے تاج
پرستوں کی طرح میری تعظیم نہ کرو کہ اسلام کی توحید اس سے مبرا ہے؟ پھر کیا
ہے جس نے ان کے نفس کو مغرور کر دیا ہے، اور وہ کونسا ورثہ عظمت و
جلال ہے، جو تکبر و غرور کی طرح، ان کو اپنے مورث اعلیٰ فرعون و نمرود سے ملا
ہے؟ اگر دولت کا گھمنڈ ہے تو مجھے اس میں شک ہے کہ ان کے پاس جہل کی
طرح دولت بھی کثیر ہے۔ اگر اپنے ان پرستاروں اور مصاحبوں کا انھیں غرور
ہے، جو غلامی اور دولت پرستی کی غلاظت کے کیڑے ہیں، تو میں یہ باور کرنے
کے لیے کوئی وجہ نہیں پاتا کہ وہ دنیا کی مغرور و سرکش بادشاہتوں سے بھی بڑھ
کر اپنے غلاموں اور پرستاروں کا حلقہ اپنے ارد گرد رکھتے ہیں۔ بہر حال جو کچھ
ہو، مگر میری آواز کا ہر سامع آج ان کی قوت اور ناکامی کا پیام پہنچا دے۔
اب انکی تباہی اور بربادی کا آخری وقت آگیا۔ وہ دنیا جس نے بحر احمر میں
فرعون اور اُس کے ساتھیوں کو غرق ہوتے دیکھا تھا، اور جو اس طرح کے
ان گنت تماشے ہزاروں دیکھ چکی ہے، وقت آگیا ہے کہ ہندوستان
کے اندر، بحر حریت و صداقت میں جسکی موجیں صرف ظلم ہی نہیں بلکہ
حقیقت میں اٹھ رہی ہوں گی، ان مغرور اور متمرد لیڈروں کے غرق ہونے کا

بھی تماشہ دیکھ لے:

اذا جاء موسی والقی العصا

فقد بطل السحر والساحر!

واستکبر ھو وجنودہ فی الارض بغیر الحق، وظنوا انھم الینا لا یرجعون۔ فاخذناہ وجنودہ فنبذناھم فی الیم، فانظر کیف کان عاقبۃ الظالمین؟ وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیامۃ لا ینصرون (۲۸ ۴۲)

اور فرعون اور اُس کے لشکر نے زمین پر ظلم و استبداد کے ساتھ بہت گھمنڈ کیا، اور وہ ناداں سمجھے کہ مرنے کے بعد گویا انھیں ہماری طرف لوٹنا ہی نہیں ہے! پس ہم نے فرعون اور اُس کے لشکر کو بالآخر اپنے دست قدرت سے پکڑ لیا، اور سمندر کی موجوں میں پھینک دیا، پس دیکھو کہ حق سے منحرف ہونے والوں کا کیسا بُرا انجام ہوتا ہے؟ ہم نے فرعونیوں کو انسانوں کی پیشوائی اور لیڈری تو دی تھی، مگر وہ ایسے لیڈر تھے، جو ہدایت اور رہنمائی کی جگہ قوم کو دوزخ کی طرف بلاتے تھے۔ قیامت کے دن ان کی پیشوائی کی حقیقت معلوم ہو جائے گی، جبکہ کوئی ان کا مددگار اور حامی نہ ہوگا!!"

الحریۃ فی الاسلام
نظامِ حکومتِ اسلامیہ

(وامرھم شوریٰ بینھم ۴۲: ۳۶)

(۴)

توطیہ مباحث آتیہ

اور مباحث گذشتہ پر ایک اجمالی نظر

(الحریۃ فی الاسلام) کے سلسلے میں تین نمبر شائع ہو چکے ہیں - اب ہمیں بقیہ مباحث کی طرف متوجہ ہونا چاہیے - لیکن بہتر ہوگا کہ اس سفر کی جتنی منزلیں طے کر چکے ہیں، آگے بڑھنے سے پہلے ایک نظر اُن پر بھی ڈال لیں -

ربط و ترتیب بیان کے لیے ضرور ہے کہ گذشتہ مباحث قارئین کرام کے پیش نظر ہوں -

(۱)

ہم نے آغاز تحریر میں اس سیاسی انقلاب پر ایک اجمالی نظر ڈالی تھی، جو ظہور اسلام سے عالم انسانیت میں طاری ہوا - ہم نے اسر و غلامی اور استبداد و حکم ذاتی کی وہ بیڑیاں دیکھی تھیں، جن کے ذریعہ انسانیت کے پاؤں جکڑ دیے

سے گئے تھے۔ پھر چھٹی صدی میں عیسوی کے آغاز میں ہم نے اس حریۂ حریتِ الٰہیہ کو بلند ہوتے ہوئے دیکھا، جو جبل (بوقبیس) کی غاروں میں ڈھالا گیا تھا، مگر اسکی چوٹیوں پر سے چمکا تھا بالآخر وہ چمکا اور بلند ہوا۔ اور پھر اس زور و قوت سے اُن بیڑیوں پر گرا تھا کہ "الحکم للہ العلی الکبیر" کے ایک ہی ضربۂ بے امان و آہن شکن میں، اُن کے تمام آہنیں حلقے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر گئے، اور خدا کے بندوں کے پاؤں اُسکی طرف دوڑنے کے لیے آزاد ہو گئے!!

وقاتلوهم حتی لا تکون فتنة ویکون الدین کله للہ! (۲: ۱۸۹)

"اور ظالموں سے مقاتلہ کرو، یہاں تک کہ اللہ کی سرزمین ظلم و معصیت، اور ماسوائے اللہ پرستی کے فتنہ سے پاک ہو جائے، اور شریعت و حکم کا تمام تسلط صرف اللہ ہی کے لیے ہو جائے، کیوں کہ اس کے سوا دُنیا میں حکم و تسلط کسی کو سزاوار نہیں"، وکنتم علی شفا حفرة من النار، فانقذکم منها، کذلک یبین اللہ لکم آیاته لعلکم تهتدون (۳: ۱۰۰) (۱)

(۱) یہ آیہ کریمہ سورۂ عمران کے اس رکوع کی ہے، جس میں خدا تعالٰی نے ظہور دعوت اسلامی و وجود رحمت للعالمین کو اپنا سب سے بڑا احسان و لطف قرار دیا ہے، اور اس نعمت کی قدر و منزلت کی طرف دنیا کو توجہ دلائی ہے۔ اسی سلسلے میں فرمایا کہ ظہور دعوت اسلامی سے پہلے تم لوگوں کی حالت شدۃ کفر و ضلالت اور اسر و غلامی سے ایسی تھی، گویا ایک آگ کے گڑھے کے کنارے تھے، مگر اللہ نے حضرۃ رحمت للعالمین بھیج کر تمہیں اس ہلاکت سے بچا لیا۔ اور اسی طرح وہ تمہارے سامنے اپنی قدرت کی نشانیاں کھولتا ہے، تاکہ تم ہدایت پاؤ (مسم)

(۲)

اس کے بعد ہم نے موجودہ عہد جمہوریت وآئینی پر نظر ڈالی اور اس کے نظام و اساس کی جستجو وسراغ میں نکلے۔ ہم کو چند اصول بتلائے گئے۔ جن کی تاسیس کا فخر وادعا موجودہ "عصر سنور" کا بنیاد تصرف اور اساس بنیاد ہے لیکن ہم نے مڑکر دیکھا تو تیرہ سو برس کے گذرے ہوئے "دورِ ظلمت" میں ایک ہاتھ نظر آیا، جو اسی مصباح فروزندہ حریت و جمہوریت ضیاء و نورانیت سے تمام ظلمت کدۂ عالم کی تاریکی کا تنہا مقابلہ کر رہا تھا!

بالآخر وہ حجاب ہوا، ظلمت انسانی پر نور الٰہی نے نصرت پائی، اور وہی آفتاب ارشاد و ہدایت ہے، جس سے کسب انوار و تجلیات کر کے آج دنیا کے تمام گوشوں نے اپنے اپنے چراغ روشن کر لیے ہیں۔

یک چراغیست دریں خانہ، کہ از پرتو آں،
ہر کجا می نگری، انجمنے ساختہ اند!!

یا ایہا النبی انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً!

(۳۳ ۔ ۴۵)

"اے پیغمبر! ہم نے تم کو دنیا کے لیے گواہی دینے والا، سلطنت الٰہی کے قیام کا بشارت دہندہ، ظلم و عصیان کے نتائج سے ڈرانے والا، انسانوں کی غلامی سے بغاوت اور اللہ کی وفاداری کی دعوت دینے والا، اور مختصر یہ کہ ہر طرح کی تاریکیوں کو مٹانے کے لیے ایک روشن و منور چراغ بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔"

وہ چراغ جو انسانی ہاتھوں سے بلند کیے گئے ہیں، بجھ سکتے ہیں، کیونکہ خود انسان کے چراغ حیات کو قرار نہیں۔ پر جو "سراج منیر" اللہ کے مقتدر و غیر فانی ہاتھوں سے روشن ہوا ہے، اُس کی نورانیت کے لیے کبھی اطفاء و زوال نہیں ہو سکتا۔

اللہ نور السماوات والارض | اللہ ہی کی لازوال روشنی سے آسمان
مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا | و زمین کی روشنی ہے۔ اس کے نور
مصباح (۲۴۔ ۳۵) | (ہدایت نبوت) کی مثال ایسی سمجھو
جیسے ایک (بلند و رفیع) طاق ہے، اور اس پر ایک منور و فروزندہ چراغ روشن ہے!!"

اللھم صل وسلم علیہ، وعلی آلہ والواصلین الیہ!

(۳)

مشہور (انقلاب فرانس) کے مصائب و شدائد کے بعد (جو یورپ میں حریت و جمہوریت کے مذبح کی سب سے بڑی اور آخری قربانی بھی) موجودہ حریت کا اصلی دور شروع ہوتا ہے۔ ہم نے بتلایا تھا کہ اس دور کے اساس اولیں پانچ دفعات ہیں جیسا کہ مشہور فرانسیسی مؤرخ حال CH SEIGNOBOS نے اپنی تاریخ انقلاب تمدن میں تصریح کی ہے۔

(۱) استیصال حکم ذاتی۔ یعنی حق حکم و ارادہ اشخاص کی جگہ افراد کے ہاتھ میں جائے۔ شخص، ذات، اور خاندان کو تسلط و حکم میں کوئی دخل نہ ہو۔ اسی کے ذیل میں پریسیڈنٹ کا انتخاب بھی آگیا، جس کو اسلام

کی اصطلاح میں خلیفہ کہتے ہیں۔ اس کے انتخاب میں کسی حق خاندانی کو دخل نہیں۔ ملک انتخاب کرے اور اسی کو حق عزل و نصب ہو۔

(۲) مساوات عامہ، جسکی بہت سی قسمیں ہیں۔

مساوات جنسی، مساوات اداری، مساوات مالی، مساوات قانونی، مساوات ملکی و شہری وغیرہ وغیرہ۔ اسی بناپر پریسیڈنٹ کو بھی عام باشندگان ملک پر کوئی تفوق و ترجیح نہ ہو۔

(۳) خزانۂ ملکی (بہ اصطلاح اسلام بیت المال) ملک کی ملکیت ہو۔ پریسیڈنٹ کو اسپر کوئی ذاتی حق تصرف نہ ہو۔

(۴) اصول حکومت "مشورہ" ہو، اور قوت حکم و ارادہ افراد کی اکثریت کو ہو، نہ کہ ذات و شخص کو۔

(۵) حریت رائے و خیال اور مطبوعات (پریس) کی آزادی اسی کے تحت میں ہے۔

یہی اصول سیاسی ہیں جنکو سر [illegible] ارسکائن مے [illegible] نے انگلستان کے نظام حکومت کی مشہور و زیر درس کیمبرج تاریخ میں بیان کیا ہے۔

لیکن جمہوری نظام حکومت کے یہ اصلی عناصر ہیں۔ اگر ان کی تحلیل و تجزیہ کی جائے، تو بہت سے مرکبات الگ ہو جائیں گے، اور آخر میں صرف ایک ہی عنصر بسیط باقی رہے گا جو دفعہ (۱) میں بیان کیا گیا ہے یعنی

"قوت حکم و ارادہ اشخاص و ذوات کے ہاتھ میں نہ ہو۔ بلکہ جماعت و افراد کے قبض و تسلط میں"

مختصر لفظوں میں اسکی تعبیر اس جملہ میں ہوسکتی ہے کہ "نفی حکم ذاتی و مطلق"
باقی چار دفعات میں جو امور بیان کیے گئے ہیں، وہ سب کے سب اُسی کے
ذیل میں آجاتے ہیں۔ مساوات حقوق مالی و قانونی، اساس مشورۂ و انتخاب، عدم
اختیار تصرف خزانۂ ملکی، حریت آراء و مطبوعات وغیرہ وغیرہ، سب "نفی حکم ذاتی
و مطلق" ہی کی تفسیر ہیں۔ (لما بقیۃ صالحہ)

الحریۃ فی الاسلام

نظام حکومت اسلامیہ

واہر محمد مقتول تیہم (۴۲ ۳۶)

(۵)

توطیہ مباحث آتیہ

اور مباحث گذشتہ پر ایک اجمالی نظر

بقیۂ مقالۂ سابقہ

(۴)

موجودہ جمہوریت و حریت کا پہلا سال ۱۷۸۹ء سمجھا جاتا ہے جبکہ
۱۴ جولائی سے (انقلاب فرانس) کی تحریک کا آغاز ہوا اور رجال انقلاب نے
مشہور قلعہ (باسٹیل) پر قبضہ کرلیا۔

یہ زمانہ اگرچہ انسانی خدمات کی سورش وطوائف الملوکی کا ایک
ہیجانی دور تھا اور ایک عہد کے اختتام کے بعد اور دوسرے کے آغاز سے پہلے
ایسا ہونا ضروری ہے، تاہم ایک حقیقت وطیبہ موجود تھی جو اسوقت تمام اعمال و

داموں انقلاب کی حکومت اپنے ہاتھوں میں رکھی تھی، اور یہ برابر قائم رہی تاآنکہ ۱۷۹۱ء میں اُس نے پہلے دستور کا اعلان عام کیا۔

یہ جمعیۃ انقلاب سے پہلے، جون ۱۷۸۹ء کو قائم ہوئی تھی اور تمام دورِ انقلاب اسی کے زیرِ حکومت رہا۔

(واقعہ باسٹل) کے بعد ۴۔ اگست کی سکو جمعیۃ نے اپنا مشہور "منشورِ انقلاب" شائع کیا تھا جس نے تاریخ میں اولین "فرمانِ حریۃ" کے لقب سے جگہ پائی ہے۔ اس میں انقلاب کی تکمیل کا اعلان تھا اور دنیا کو بشارت دی گئی تھی کہ وہ شاہدِ حریۃ، جو اپنی رہنمائی میں انسانی خون اور لاش کی پہلی قربانی قبول کر چکی ہے، اب وقت آگیا ہے کہ برقعہ اُلٹ دے اور دُنیا کے سامنے اپنا نظارہ امن عام کر دے۔

اس منشور میں سب سے پہلے نظامِ حکومت قدیمہ کی بعض خصوصیات بتلائی تھیں، پھر مقصدِ انقلاب کی تصریح کی تھی، آخر میں اعلان عام تھا کہ پچھلے عہد کے تمام اعمال و آثار آئندہ کیلئے کالعدم قرار دیے جاتے ہیں۔

اس منشور میں لکھا تھا کہ قدیم نظامِ حکومت کا سب سے بڑا عدوان انسانیت یہ تھا کہ بادشاہ کا تسلط جز و کل پر حاوی تھا۔ اور اسکو "رئیس مطلق" کی حیثیت بغیر کسی مراقبہ و مسئولیت کے حاصل تھی۔

پھر اُس کے بعد آئندہ حالت کی الفاظ ذیل میں تصریح کی تھی۔

"جمعیۃ وطنیہ نے جو کچھ کیا ہے، اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اُس نے حکومت مطلقہ سے بادشاہ کو محروم کر دیا، وہ ملک و اُمت کو اسکا مستحق قرار دیتی ہے۔"

آج کے دن سے حکومتِ مطلقہ منہدم ہوگئی، اور اہل وطن میں باہم امتیار و فضیلت کا دور ختم ہوگیا۔ اب ملک بادشاہ سے، اور وطنیۃ عدم مساوات سے آزاد ہے!

جمعیۃ وطنیہ گزشتہ زمانے کے ان تمام آثار و اعمال کو کالعدم قرار دیتی ہے جنکی وجہ سے حریت مساوات اور حقوق عامہ کو انکار دینے اسے ضرر پہنچانے کا بھی احتمال ہے۔

اب نہ ارباب عزو دولت کے لیے کوئی امتیاز باقی رہا، نہ زمینداروں کے لیے حق فضیلت و استیلا۔ وراثت سے کوئی حق پیدا نہیں ہوتا اور نہ طبقات و مدارج کا اختلاف کوئی شے ہے۔ تمام القاب و خطابات جو کل تک لوگوں کو حاصل تھے، آج کے دن سے یقین کر لیا جائے کہ بالکل بیکار و کالعدم ہوگئے ہیں۔

محض وراثت کی بنا پر کسی کو حکومت سے کوئی وظیفہ نہیں ملسکتا۔ کسی جماعت کو یا کسی فرد واحد کو ایک دینے سا بھی اختیار ان قوانین عامہ سے بری ہونے کا نہیں جو ہر فرانسیسی پر نافذ ہوں گے،،

(۵)

مبادی حریت

لیکن اب تک نظام حکومت کا کوئی قانون مرتب نہیں ہوا تھا۔ ایک مجلس تشریع (واضع قوانین) قائم کی گئی تھی، تاکہ فرانس کا دستور مرتب کرے۔ اس مجلس نے وضع قوانین سے پہلے بطور مبادی دستور حریت کے چند دفعات مرتب لیں، اور انھیں کو تمام نظامات و قوانین کی اساس و اصل الاصول قرار دیا

یہ مبادی حریت ایک اعلان کی صورت میں قلمبند کئے گئے تھے اور

اور ۱۷۷۹ء میں جمعیتہ کیطرف سے شایع ہوئے تھے ۔

حقوق انسانی کا یورپ میں اعلان

اِن مبادیات کا خلاصہ یہ تھا

"انسان آزاد پیدا ہوتا ہے اور آزادی ہی کے لیے زندہ رہتا ہے

تمام انسان بہ لحاظ حقوق مساوی ہیں

حقوق طبیعی چار ہیں: حریت، تملک، امن، مقاومۃ

(حریت) کے معنے یہ ہیں کہ انسان کو قدرت حاصل ہو کہ ہر اُس کام کو کر سکے، جسے بغیر کسی دوسرے کو نقصان پہنچا دے وہ کر سکتا ہے ۔

(تملک) سے مقصود اپنی ملکیت صحیح و قانونی کے قبض و تصرف کے کامل حق کا ملنا ہے ۔ یعنے ہر شخص اپنی املاک کا مالک ہو اور کوئی اس سے چھین نہ سکے ۔

(امن) سے مقصود یہ ہے کہ ہر شخص اپنی جگہ پر محفوظ و بے خطر ہو اور صرف قانون کی بر خلاف ورزی ہی کی ایک صورت ایسی ہو، جو اس کے اس میں خلل ڈال سکے ۔

(مقاومۃ) سے مقصود جور و ظلم اور حملہ و اقدام جبر یہ کی مقاومت ہے ۔ یعنے ہر شخص اپنی حفاظت کے وسائل اختیار کرنے کی قدرت رکھتا ہو، ظلم و جور کے خلاف احتجاج (پروٹسٹ) کر سکے ۔

قانون ارادۂ عامہ کا مظہر ہے ۔ پس ہر وطنی کو حق ہو کہ وہ ذاتی طور پر یا بہ توسط وکلا مجلس اعلیٰ (سینٹ) میں شرکت کر سکے ۔

ہر وطنی بلحاظ وطنی ہونے کے یکساں حکم سے مؤثر ہو۔ اس بنا پر ہر شخص کے لیے ممکن ہو کہ وہ بڑے سے بڑے عہدے کو اور اعلیٰ سے اعلیٰ سے وظیفہ کو حسب اقتدار و اہلیت حاصل کر سکے

کسی انسان کے لیے کسی حالت میں جائز نہ ہو کہ وہ کسی انسان کو قید کر سکے یا اور کوئی ایسا ہی سلوک کر سکے۔ الا ایسی صورتوں میں، جو قانون مقرر کر دی ہوں، اور اسی طریقہ پر، جو اُس نے قرار دیا ہو۔ کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو اپنی رائے کے اظہار سے روکے، اگرچہ وہ دینی ہو اور عام اعتقاداتِ دینیہ کے مخالف۔ البتہ اس صورت میں اس کا اظہار روکا جا سکتا ہے جبکہ وہ قانون کے لحاظ سے امن عامہ کے لیے مضر ہو۔

ہر وطنی کو پورا حق حاصل ہے کہ اپنی رائے و فکر کے مطابق گفتگو کرے اور لکھے پڑھے، یا چھاپ کر شایع کرے

اسی طرح ہر وطنی کو حق توزیع و اشاعت حاصل ہے۔

"حق تملک" ایک مقدس حق ہے۔ کسی شخص کی طاقت نہیں کہ کسی کی ملکیت اُس سے چھین سکے۔ البتہ مصالح عامہ سب مقدم ہیں۔ لیکن اس کے لیے بھی جبتک قانونی صورت نہ ہو، کوئی شخص اپنی ملکیت سے دستبردار ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

موجودہ تحریک انقلاب کے مبادی مقاصد میں سے ہے کہ "حق حکم و تسلط" اشخاص کو نہیں بلکہ امت اور ملک کو حاصل ہو۔ جمیع ابنائے وطن اپنے تمام حقوق میں مساوی ہو جائیں، حریت سے متمتع ہوں اور

ہر طرح مامون و مصئون رہیں۔ یعنی امت فرانساوی کا شعار وطنی حریت، مساوات، اور اخوت قرار پایا ہے۔"

یہ ایک حقیقت ہے کہ یورپ کی موجودہ جمہوریت کا مسودہٴ سعادت مجلس تشریع فرانس کا یہی اعلان تھا۔ تاریخ نے اسے "اعلان حقوق الانسان" کے لقب محترم سے محفوظ رکھا ہے اور ہمیشہ محفوظ رکھے گی۔

(۶)

ہم نے اس حصۂ بیان کو اس لیے کسی قدر طول دیا، تاکہ انقلاب فرانس کی انتہائی حد حریت و جمہوریت سامنے آجائے۔ اور اندازہ کیا جاسکے کہ یورپ کی موجودہ جمہوریت کے خلاصۂ امور و مبادی نظام و اساس کیا کیا ہیں؟

یہ انقلاب فرانس کے تلاش حریت و مساوات اور جستجوئے حقوق انسانی کی انتہائی سرحد تھی۔ یہی مبادی حریت ہیں جن کو انسانی آزادی کے سب سے آخری سوال کے جواب میں آج یورپ بتلا سکتا ہے

اس اعلان مبادی حریت میں بھی دراصل وہی ایک اصل اصول حریت اسکی ہر دفعہ کے اندر موجود ہے، جس کی طرف گذشتہ نمبر میں ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ تمام دفعات کا اگر خلاصہ ایک جملہ میں کرنا چاہیں تو صرف یہی ہوگا "السلطۃ للامۃ" یعنی حق حکم و تسلط صرف امت ہی کے لیے ہے۔

چنانچہ اسکے بعد یہی اصول فرانس کی تمام دستوری اور جمہوری جماعات کے پیش نظر رہا۔ انقلاب سے پہلے فرانس میں پارلیمنٹری حکومت موجود تھی لیکن شاہی حقوق و تسلط اور کلیسا کا عالمگیر استبداد اس درجہ قوی تھا کہ دراصل

ایک شخص تخت شاہنشاہی حکومت مقیدہ کے نام سے حکمرانی کر رہا تھا۔

انقلاب کے بعد رجال انقلاب میں تفریق ہوگئی۔ ایک گروہ ملوکی مگر دستوری و مقید حکومت قائم کرنا چاہتا تھا۔ گروہ غالب یہی تھا اور اس کے سامنے انگلستان کے دستور کا نمونہ تھا۔ دوسرا گروہ خالص جمہوری حکومت کا نظام بنانا تھا۔ یہ جماعت اگرچہ قلیل تھی مگر عوام اور کاشتکاروں پر اس کا اثر حاوی تھا۔ ۱۰۔ اگست ۱۷۹۲ء۔ کو اس جماعت نے پیرس کے دیہاتیوں سے شورش کرا کے مجلس کو مجبور کیا کہ وہ ایک ایسے نئے دستور کا اعلان کر دے جو بادشاہ کے وجود سے بالکل مستغنی ہو۔

اس غرض سے ایک نئی مجلس کا انتخاب ہوا۔ منتخبہ مجلس نے ایک سب کمیٹی قائم کی جس کے اکثر اعضاء، مشہور انقلابی مصنف جاں روسو Rousseau (۱) کے شاگرد تھے۔ انھوں نے اسی اصل اصول کو تمام نظام و قوانین کا محور قرار دیا کہ "السلطنۃ للشعب وحدہٗ" حکم و تسلط صرف قوم ہی کے لیے ہے۔ اور ایک نیا نظام مرتب کیا ہو ملکیتہ (شاہی تحریک)

---

(۱) جاں جاک روسو مشہور فرانسیسی مصنف اور انقلاب فرانس کے محرکین اول میں سے ہے۔ ۱۷۵۶ء۔ میں اس نے اپنے افکار سیاسیہ ایک کتاب کی صورت میں شائع کیے۔ اس میں ہر طرح کے استبداد دینی و ملوکی کو ظلم اور معصیت بتلایا تھا اور جمہوری حکومت کی اہل فرانس کو ترغیب دی تھی۔ جمہوری حکومت کے اُس نے متعدد نظام درست کیے تھے، اور سب کا اولین اصول قوم کے تمام طبقات و جماعات میں مساوات قرار دیا تھا۔ ۱۷۱۲ء۔ میں پیدا ہوا اور ۱۷۶۶ء میں بہ عالم دیوانگی وفات پائی۔ نغمات موسیقیہ کو بصورت ارقام و خطوط مدون کرنے کا وہی موجد ہے۔

سے بالکل خالی تھا۔ یہ نظام تاریخ انقلاب میں " دستور سنہ ۱۷۹۳ء" کے لقب سے مشہور ہے۔

لیکن دوسرے سال یہ دستور بھی نہ رہا۔ یہ دور انقلاب درحقیقت انسانی جذبات کی شورش، اذہان کی طوائف الملوکی، اور طبیعت انسانی کے مطالبات مفرطہ کا ایک ہیجانی دور تھا۔ فرانسیسی قوم جومدت سے معطل تھی، سوچ سکتی تھی مگر کچھ کر نہیں سکتی تھی۔ لوگوں کی مثال (بقول وکٹر ہیوگو victor Hugo) "بالکل اُن قیدیوں کی سی ہو گئی تھی، جو مدۃ العمر قید خانے میں رہ کر آزاد ہوئے ہوں اور جیل کے احاطے سے نکلکر جب آسمان کی کھلی فضا کے نیچے پہنچیں تو حیران ہو کر رہجائیں کہ اب انھیں کیا کرنا چاہیے؟"

یہ حالت قدرتی ہے اور ہمیشہ ایک دور کے اختتام اور دوسرے کے آغاز کا درمیانی حصہ دنیا ایسی ہی حالتوں میں کاٹتا ہے۔ فرانس بھی اسمیں مبتلا تھا۔ دستور مرتب ہوتے تھے اور پھر نئے دستور کا مطالبہ کیا جاتا تھا حکومتیں تعمیر کی جاتی تھیں اور پھر ڈھائی جاتی تھیں۔ سنہ ۱۷۹۵ء میں نئے دستور کا اعلان ہوا اور سنہ ۱۷۹۹ء تک قائم رہا۔ اسی اثناء میں فرانس اور یورپ میں جنگ شروع ہو گئی جسکی بناء محرکہ دراصل فرانس کا انقلاب حکومت ہی تھا۔ اس بیرونی مصروفیت سے اندرونی نزاعات کی قوت معاً گھٹ گئی۔ یہاں تک کہ حالات نے ایک دوسرے انقلاب کا صفحہ اُلٹا اور ملوکیت جو فرانس سے چلی گئی تھی، پھر دوبارہ بُلالی گئی۔

اب تک سررشتۂ حکومت ڈائرکٹروں کی ایک جماعت کے ہاتھ میں

تھا اور مختلف اداری و تشریعی اور بنیادی و انتخابی مجالس بھی قائم تھیں۔ اب انھوں نے دیکھا کہ زیادہ عرصے تک حکومت اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکیں گے۔ وضع ملکی کو کسی نہ کسی طرح جنگی مہلت سے فائدہ اُٹھا کر بدل دینا چاہیے۔ اسی سیاست کا نتیجہ وہ انقلاب "۱۸" تھا، جو ۱۰۔ نومبر ۱۷۹۹ء کو وقوع میں آیا، اور مشہور فاتح اور (نپولین بونا پارٹ) کی اعانت سے پانچ سونائیین ملک کی مجلس فوجی قوت سے توڑ دی گئی، اور اس طرح عہد (کرامویل) کی تاریخ انگلستان کا پھر اعادہ ہوا، جس نے شخصیت کو شکست دے کر پھر خود اپنی شخصیت سے ملک کی جمہوریت کو شکست دی تھی!

اب ایک نئی مجلس اس غرض سے منتخب کی گئی کہ نئے نظام و دستور کو مرتب کرے۔ چنانچہ آٹھویں سال انقلاب کا دستور شائع کیا گیا۔ یہ دستور فی الحقیقت (بونا پارٹ) کا گھڑا ہوا ایک کھلونا تھا، جو فرانس کو بہلائے رکھنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ بظاہر ایک جمہوریت قائم کی گئی جس میں دستور جمہوری کے تمام اعضا، و جوارح موجود تھے مگر دماغ کی ایک جگہ قنصل کا عہدہ قائم کیا گیا جو دس برس کے لیے نامزد کیا جائے گا اور جو جمہوریت کی طرف سے فرانس پر حکومت کرے گا۔ تمام عمال کا تعین، تمام فوج کی قیادت، صلح و جنگ کا اختیار، تمام اداری و تنفیذی قوے سررشتہ آخری، اُسکے سپرد کر دیا گیا۔ اسکی مساعدت کے لیے دو نائب بھی رکھے گئے مگر فی الحقیقت وہ اپنے تمام کاموں میں ایک خود مختار حکمراں اور شہنشاہ مطلق تھا۔

اس جمہوری شہنشاہی کے تخت پر (نپولین بونا پارٹ)

شکن ہوا۔

(۷)

یہ سب کچھ ہوا لیکن انقلاب، فرانس اپنا پورا کام کر چکا تھا۔ فرانس پر یہ دور بھی گذر گیا۔ اس کے بعد ملوکیۂ مطلق العنانی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ تمام یورپ میں نظام مقیدہ کی حکومت داخل ہوئی۔ فرانس میں بھی انگریزی نظام دستوری قائم کیا گیا۔ با ایں ہمہ آخر میں فتح جمہوریت ہی کو ہوئی اور وہی انقلاب فرانس کا قائم کردہ اصل اصول بغیر کسی تغیر کے تمام قوانین کا بنیاد قرار پایا کہ "السلطۃ للشعب وحدہٗ" یورپ کے دیگر حصص میں اگرچہ اس انقلاب کا اثر ملوکیۂ مقیدہ سے آگے نہ بڑھا، مگر فی الحقیقت ہر دستور و نظام حکومت میں بصور مختلفہ یہی اصل الاصول کام کر رہا ہے۔

(تنبیہ)

اس مضمون میں جا بجا حکومت مقیدہ، ملوکیہ، دستوری، وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ حکومت، مقیدہ، سے مقصود وہ نظام حکومت ہے جس میں گو بادشاہ کے حقوق و تسلط حکم کو برقرار رکھا گیا ہو، لیکن قانون و آئین کی پابندی کے ساتھ حکومت کی جائے "ملوکیۂ مقیدہ" سے بھی وہی مقصود ہے۔ "دستوری" سے مقصود پارلیمنٹری حکومت ہے۔ جس میں بادشاہ قانون و جماعت کے ماتحت ہو، اور یہ "نظام انگریزی" کے لقب سے مشہور ہے۔ صرف "ملکیہ" سے مراد حکم مطلق یا شخصی حکومت ہے "جمہوری" نظام حکومت بادشاہ کے

بالکل حالی ہوتا ہے حکومت صرف ملک کی اکثریت کرتی ہے اور نظم اداری کے لیے ایک شخص باسم صدر منتخب کر لیا جاتا ہے۔ یہی طرز حکومت آجکل امریکہ اور فرانس اور بعض چھوٹی چھوٹی جماعتوں کا ہے۔

آجکل کی اصطلاح کے مطابق اسلام ملکیۃ مقیدہ یا نظام دستوری انگلستان کے مطابق حکومت قرار نہیں دیتا جیسا کہ غلطی سے بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس کا نظام خالص جمہوری اور شائبہ تشخص و ملکیۃ سے کلیۃً پاک ہے کما سیأتی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

الحریۃ والاسلام
نظام حکومت اسلامیہ
وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (۴۲: ۳۸)

(۶)

توطیہ مباحث آتیہ
اور مباحث گذشتہ پر ایک اجمالی نظر

(۱)

"انقلاب فرانس" یورپ کی موجودہ جمہوریت و حریت کا سرچشمہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ ہم نے مختصر طور پر اس کے اعلانات و اساسات کی تشریح کی تاکہ آئندہ مباحث کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ گذشتہ نمبر میں فرانس کا جو "منشور حریت" نقل کیا ہے اور جس میں مبادی حریتہ و مساوات

بیان کیے گئے ہیں، اس سے اگر تصریح قوانین و تکرار مقاصد و اعادہ مطالب کو الگ کر دیا جائے تو اصل اصول نظام جمہوریت کے وہی چند دفعات رہ جاتے ہیں جنکو اس مضمون کی اولین قسط میں ہم نے بیان کیا تھا اور پھر ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ مکرر دہرا چکے ہیں جیسے صورت تقسیم افراد، سلب حکم ذاتی مساوات، مذہب انتخاب رئیس، اور اصول شوریٰ، یہی چار دفعات اصل اصول قرار دیے جا سکتے ہیں۔ اگر ان عناصر مرکبہ کی بھی تفریق کیجائے تو پھر صرف ایک ہی اصل الاصول آخر میں باقی رہجائے گا یعنی "سلب حکم مطلق و ذاتی" یا "ان السلطۃ للشعب وحدہ"، حق تسلط صرف قوم ہی کو حاصل ہے۔

احکام اسلامیہ و نظام خلافت راشدہ

انھیں دفعات اربعہ نظام جمہوریتہ کو پیش نظر رکھ کر ہم نے احکام اسلامیہ و اعمال مسلمین اولین کا تفحص کیا تھا، اور ایک ایک دفعہ پر ترتیب وار بحث کی تھی۔ گو بحث اجمالی، اور بطرز سرسری تھی، تاہم حسب ذیل نتائج تک پہنچنے میں ضرور رہنما ہوئی ہوگی

(۱) اسلام ہر قسم کے ذاتی و شخصی تسلط کی نفی مطلق کرتا ہے۔ اس نے روز اول ہی سے جو نظام حکومت قائم کیا، وہ خالص جمہوری اور شائبۂ شخصیت سے پاک تھا۔ تصریحات کلام اللہ اور سنت مسلمین اولین سے بغیر کسی توجیہ و تاویل کے ثابت ہوتا ہے کہ "حکومت جمہور کی ملک ہے۔ ذات اور خاندان کو اس میں دخل نہیں"، یہی اصول خلاصۂ نظام جمہوریتہ حاضرہ ہے۔

(۲) نفی حکم ذاتی کا پہلا نتیجہ مساوات عمومی افراد ستر ہے۔ یعنے خاندانی ملکی، قومی، اور مالی امتیازات کوئی شے نہیں۔ اسلام نے پہلے ہی دن اعلان کر دیا:

"لیس لاحد علی احد فضل، الا بالدین وتقویٰ"۔ "کسی ایک انسان کو دوسرے انسان پر کوئی فضیلت نہیں ہو سکتی، الا اسکی دینی فضیلت اور حسن عمل۔

(۳) نظام جمہوریہ کا تیسرا رکن رئیس جمہوریہ، اور اسکا تقرر بذریعہ انتخاب ہے۔ رئیس جمہوریہ کو اسلام خلیفہ کہتا ہے اور "اجماع" سے مقصود قوۃ اکثریہ انتخاب ہے۔

(۴) اسی ضمن میں تکمیل جمہوریہ صحیحہ کے لیے ضرور تھا کہ خود "رئیس جمہوریہ" کو عام افراد ملک کے مقابلے میں کوئی امتیاز خاص حاصل نہ ہو۔ مساوات حقیقی کے یہ معنی ہیں کہ جس شخص کو رئیس جمہوریہ منتخب کیا گیا ہے، وہ اپنے تمام حقوق قانون و مال میں بھی مثل ایک عام باشندہ شہر کے نظر آئے۔ پس اس حیثیت سے بھی تفصیلی نظر ڈالی گئی تو اسلام کا خلیفہ اس شان میں سامنے آیا کہ پھٹی ہوئی چادر اور دو وقت کی غذا کے سوا اس کے پاس کچھ نہ تھا۔

(۴)

ان مباحث کے ضمن میں ہم پر اس سے بھی زیادہ خصائص الہیہ اسلامیہ کا انکشاف ہوا۔ ہم نے صرف یہی نہیں دیکھا کہ جو کچھ آج جمہوریہ و حریۃ، اور مساوات و آئین کے نام سے دکھلا رہا ہے، وہ سب کچھ اسلام کے پاس موجود ہے، بلکہ یہ بھی نظر آیا کہ موجودہ عصر تمدن کے یہ تمام مناظر فخیمہ اب تک اس حقیقت عظمی و اصلیت سے خالی ہیں جس کو تیرہ سو برس

پہلے وہ ظاہر کر چکا ہے۔

(یورپ کی ناکامیاب جستجوے مقصد)
(اور انقلاب فرانس کی ناکامی)

حریت صحیحہ اور اسلام کے تعلق پر بحث کرتے ہوئے دو پہلو پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک پہلو بحث کا یہ ہے کہ آج یورپ کے بازار حریت میں بہتر سے بہتر جو متاع دکھلائی جا سکتی ہے، وہ ہمارے امانت خانوں میں تیرہ سو برس سے موجود ہے۔

دوسرا حصہ وہ ہے جہاں نظر آتا ہے کہ صرف وہ متاع ناقص ہی نہیں، بلکہ اس سے بھی اعلیٰ و اشرف اشیا ہمارے پاس موجود ہیں۔

ہم گزشتہ مباحث میں اس دوسرے حصہ بحث پر بھی کہیں کہیں نظر ڈالی ہے اور اسکا خلاصہ حسب ذیل ہے

(۱) اسلام نے اپنے نظام حکومت سے بکلی بادشاہ کے وجود کو خارج کر دیا اور ایک کامل جمہوریت قائم کی جسمیں صرف ایک پریسیڈنٹ باسم خلیفہ رکھا گیا ہے۔ برخلاف اس کے یورپ میں جمہوریت کی تحریک اب تک پوری طرح کامیاب نہ ہو سکی۔

اسکا بڑا حصہ اب تک تاج و تخت و فرمانروائی کے آگے عاجزی کرنے پر مجبور ہے۔ امریکہ اور فرانس، صرف یہی دو بڑی جمہوریتیں انقلاب فرانس کا کامیاب نتیجہ ہیں۔ ان کے علاوہ چند چھوٹی چھوٹی جمہوریتیں

ہیں مگر ان کا تمام تر بڑے بڑے ملکوں میں نہیں۔

(۲) انقلاب کی اصلی روح مساوات ہے۔ اور صرف شاہی اقتدار و تسلط کے روک دینے ہی سے جمہوریت صحیح قائم نہیں ہو سکتی۔ تاوقتیکہ نوع بشر میں مساوات حقیقی قائم نہ ہو۔ اس بنا پر گو فرانس کے انقلاب نے شاہی اقتدار کی مطلق العنانی سے دنیا کو نجات دلادی، تاہم وہ "مساوات حقیقی" کے قیام میں کامیاب نہ ہو سکا۔ مختلف درجات و طبقات اُمت کا اختلاف بدستور باقی ہے۔ دولت کے اقتدار کی لعنت سے اب تک دُنیا نے نجات نہیں پائی، اور تمیز ادنے و اعلے کے عذاب الیم کی زنجیر اب تک اس کے پاؤں میں پڑی ہے۔

(۳) یہ کیا ہے کہ اب تک بادشاہ ہے جو ملکی خزانے سے کروڑوں روپیہ لیتا اور باوجود ایک عام باشندۂ شہر ہونے کے عام باشندوں سے ارفع و اعلیٰ رہتا ہے؟

اب تک وہ عظمت و جبروت کے اس عرش مقدس پر متمکن ہے، جہاں تک زمین کے عام باشندوں کی رسائی نہیں؟

شاہ انگلستان ستر لاکھ پچاس ہزار روپیہ ہر سال تن تنہا اوپر صرف کرتا ہے اور جرمنی کا حکمراں نوے لاکھ۔ پھر کیا باایں ہمہ یورپ کو مساوات انسانی کے ادعا کا حق حاصل ہے۔

اسکی آبادی اب تک اُن امیروں کے ایوانوں سے لٹکی ہوئی ہے جو چاندی سونے کے گھنڈ میں اپنے ہم جنسوں کے ساتھ سب کچھ کر سکتے

ہیں۔ پھر وہ مساوات کہاں ہے جس کے فرشتے نے تمام اکناف یورپ کو اپنے
پروں میں چھپالیا ہے؟

لیکن اسلام نے روزاول ہی سے مساوات کی حقیقی تصویر دُنیا
کو دکھلادی۔ اسکا اولین قدوس بادشاہ جسطرح زندگی بسر کرتا تھا تم پڑھ چکے ہو
اس کے خلفا نے صاف کہہ دیا کہ "حلتان وقوتی وقوۃ اھلی" یعنی مجھ کو صرف
دو جوڑے کپڑے کے اور اپنی اور اپنے اہل وعیال کی مایحتاج غذا چاہیے اور بس۔
حضرت ختم المرسلین نے قبیلہ مخزوم کی ایک عورت کی نسبت
روساء قریش سے، حضرۃ (ابوبکر) نے اپنی خلافت کی اولین مجلس میں، حضرۃ
(معاذ) نے سردار رومی کے آگے، (مغیرہ بن شعبہ) نے ایرانی سپہ سالار کے سامنے
اور واقعہ اجنادین میں رومی سپہ سالار کے آگے اس کے مخبر نے، جو تقریریں کی تھیں،
انکو تمام گذشتہ نمبروں میں پڑھو، اور پھر مساوات یورپ کا مساوات اسلامی
سے مقابلہ کرو۔

(۳) لیکن مساوات کے بھی تین درجے، اور اسکی مختلف قسمیں ہیں
یہ سچ ہے کہ انقلاب فرانس نے اعلان حریت میں تمام ابناء وطن کو مساوی قرار دیا
لیکن کیا تمام ابناء آدم کو بھی درجہ وحقوق میں مساوی قرار دے سکا؟ وہ عدم مساوات
جو ایک محدود رقبہ زمین میں ہو، زیادہ مستحق نفرین ہے، یا وہ، جو تمام دنیا اور تمام دنیا
کی تمام قوموں میں پھیلا ہوا ہو؟ اگر تم ایک سرزمین کے بسنے والوں کو ایک درجے
میں رکھنا چاہتے ہو تو دُنیا کے دکھ کا اصلی علاج تو نہ ہوا۔ دُنیا اُس مساوات کیلیے
تشنہ لب ہے جو اپنائے وطن کی طرح مختلف وطنوں اور قوموں کا امتیاز بھی مٹادے

اور اسود و ابیض، مغرب و مشرق، متمدن و غیر متمدن، غرضکہ حد اسکے تمام بندوں
کو ایک درجے میں لا کر کھڑا کر دے۔ تم ابھی ابھی انقلاب فرانس کی سرگذشت سے فارغ
ہوئے ہو۔ تم نے وہ اعلان حریت پڑھا ہے، جسکو تاریخ عظمت کے ساتھ اپنے سینے
سے لگائے رکھتی ہے، لیکن کیا اسمیں اول سے لیکر آخر تک کسی جگہ بھی اس مساوات
کا ذکر ہے جو کسی خاص سرزمین کو نہیں بلکہ تمام عالم کو اپنا پیغام نجات سناتا ہو؟
اسکی ہر دفعہ کو مکرر پڑھ لو۔ تم ہر جگہ "وطن" ہی کا نام پاؤگے، اور انقلاب فرانس
کا بلند سے بلند مساوات کا تخیل اس سے زیادہ نہ ہوگا کہ "فرانس" کا ہر باشندہ
ایک دوسرے کے برابر ہو جائے۔

لیکن خدا کی زمین صرف فرانس اور یورپ ہی کے اقوام سے آباد
نہیں ہے اپنے اس زخم کے لیے کہاں مرہم ڈھونڈھے، جسنے ایک قوم اور وطن
کو دوسری قوم اور وطن پر ترجیح دیدی ہے؟

یورپ سے اسکو تسکین نہیں ملسکتی، لیکن اسلام کا ہاتھ اسکو
مرہم بخش سکتا ہے۔ اس نے صرف اپنے وطن اور سرزمین ہی کو مساوات باہمی کا
حقدار نہیں سمجھا، بلکہ اسکا اعلان ایک عالمگیر مساوات کا فرمان تھا۔ جبکہ
اس نے کہا کہ۔

یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا، ان اکرمکم عند اللہ	"اے لوگو! ہم نے تم کو مرد و عورت کے اتحاد سے پیدا کیا، اور تم کو مختلف قوموں اور خاندانوں میں تقسیم کر دیا۔ لیکن اس اختلاف

اتقاکم ۱ (۴۹ ۱۳) قوم و نسل سے کوئی امتیاز و شرف حاصل نہیں ہوسکتا، کیونکہ اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ تم باہم ایک دوسرے سے شناخت کیے جاؤ۔ ورنہ تم میں سب سے زیادہ اللہ کے آگے افضل وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی اور نیک اعمال ہے!"

تو اسکا اعلان مساوات صرف مکہ اور حجاز ہی کیلیے نہ تھا بلکہ تمام عالم کے لیے تھا!!

اسلام صرف وطن ہی کی محبت لیکر نہیں آیا۔ اُس کے پاس تمام عالم کے عشق کا پیغام ہے۔ اس نے جو کچھ کیا تمام عالم کے لیے کیا، اور صرف وہی تھا جو یہ کرسکا وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا (۳۴ ۲۳) دنیا کا خدا "رب العالمین" تھا، جسکی ربوبیت عامہ میں کوئی خصوصیت وطن و مقام نہیں، اسکا پیغام امن و نجات بھی "رحمۃ للعالمین" ہوکر آیا کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (۲۲ ۷)

(۴) اگر یورپ مساوات انسانی کے اصلی راز کو پالیتا تو اشتراکیتہ (سوشالیزم) کی بنیاد نہ پڑتی۔ اُمرا کے اقتدار، دولت کی ظالمانہ تقسیم، طبقات عامہ کی تذلیل و تحقیر، ارباب اقتدار کا استبداد، جماعات و افراد کا قانونی امتیاز یہ اور اسی طرح کے اسباب ہیں، جسکی وجہ سے اشتراکیتہ کی بنیاد پڑی اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ یورپ کے ادعاء مساوات کی سماعت کرتے ہوئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم اشتراکیتہ کی شہادت سے کان بند کرلیں۔ ابھی لوگوں کے دو سال پیشتر کا وہ موقعہ بھلایا نہ ہوگا جب مسٹر (لائڈ جارج) نے اُمرا انگلستان کے

ٹیکس سے بری ہونے کے خلاف سعی کی تھی اور اسکی وجہ سے طبقۂ خواص میں ایک
سخت جوش پھیل گیا تھا

(رُجُوع بَہ مَبَاحِثِ بَقِیَّہ)

پس ان مباحث کے بعد اب ہمارے لیے صرف دو منزلیں اور
باقی رہ گئی ہیں:

(۱) حکم "مشورہ" اور "اُصول شوریٰ اسلامیہ" - اس کے
ضمن میں ان آیات کریمہ پر ایک مفسرانہ نظر ڈالنی چاہیے جنمیں حکم شوریٰ دیا گیا ہے۔

(۲) بعض شکوک و اعتراضات کی تحقیق جو اس بارے میں پیدا
ہوتے ہیں - از انجملہ وہ شبہات جو انقلاب عثمانی کے زمانے میں بعض جرائد و
مجلات میں شائع ہوئے تھے، اور حال میں ایک تحریک کے دریعہ ان کا اعادہ
بھی کیا گیا ہے - یہ تحریر روزانہ (پیسہ اخبار) لاہور میں شائع ہوئی ہے -

آیندہ نمبر سے ہم ان دونوں بحثوں کیطرف متوجہ ہوں گے -

وَاللّٰہُ الصَّادِقُ وَعَلَیْہِ اعْتِمَادِیْ - (منقول از الہلال)

مجموعہ کلام مظہری | جناب لالہ مولوی محمد فصیح احمد صاحب مظہری ایم اے ملک کی قومی اور تمدنی نظموں کا بہترین قابل قدر مجموعہ۔ اگر شاعری سے قطع نظر کرکے دیکھا جائے تو اپنی قسم میں بے نظیر ہیں علٰحدہ کتاب کی صورت میں چھپی ہوئی رنگین نظر فریب ٹائٹل سے مزین ہر سہ کی یکجائی قیمت (۶ر)

اجتماع ضدین | جناب سید تھانوی کے قلم سے ایک اخلاقی ناول جس کا پلاٹ بہت دلچسپ ہونے کے علاوہ جذبات فطرت سے معمور ہے عشق کی لگاوٹیں اور حسن کی فسوں ساریاں عصمت و عفت انداز میں لفظوں میں تیر و نشتر کا اثر کتاب کی ہر سطر ایک آگ دبی رکھتی ہے۔ اور ہر جملہ میں نئی تراش خراش ہے یہ رسالہ اصلاح معاشرت کی غرض سے لکھا گیا ہے۔ اس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اتحاد خیال مرد و عورت کی آئندہ خوشحال زندگی کے لیے سب سے زیادہ ضروری ہے لیکن والدین اس بات کو اکثر نظر انداز کر جاتے ہیں اور غریب دولھا دلھن تمام عمر بدمزگی سے گذارتے ہیں۔ شادی کرنے سے پہلے اگر اس کتاب پر نظر ڈال لی جائے تو یقیناً پڑھنے والا نفع میں رہے گا۔

کیا بلحاظ زبان اور کیا بلحاظ خیالات کتاب ہر طرح قابل قدر ہے لکھائی چھپائی دیدہ زیب اور ٹائٹل نظر فریب ہے قیمت صرف (۶ر)

حجاج بن یوسف | جرجی زیدان اڈیٹر الہلال مصر کے ایک معرکۃ الآرا ناول کا ترجمہ جس میں خلیفہ عبدالملک کی پالیسی حجاج بن یوسف کے مظالم۔ حجاج اور عبداللہ ابن زبیر کا معرکہ کعبہ کا محاصرہ۔ عبداللہ ابن زبیر کی شہادت خلافت کے مدعی اور ان کے جوڑ توڑ۔ حسن نامی ایک نوجوان کا عرب کی ایک مشہور لڑکی پر عاشق ہونا۔ اور اس عشق کی بدولت خطرات میں مبتلا ہونا ہجر و وصال کے تذکرے رزم و بزم کے سین دلچسپ انداز اور سلیس عبارت میں بیان کیے گئے ہیں۔

اس کتاب کے دیکھنے سے اس زمانہ کے طریق جنگ اور رسم و رواج پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے ترجمہ کی خوبی کے لیے سید ظہیر احمد سہودی سب ایڈیٹر ہمدم کا نام کافی ہے۔ کاغذ سفید کندہ قیمت (عہ)

سراب فیشن فیشن پرستی کے مہلک نتائج اعیان کی تقلید کا قابل عبرت نتیجہ۔ موجودہ تعلیم و رکار رجحانات کا موازنہ۔ ایک ہندوستانی نوجوان کا ایک یوروپین لیڈی سے شادی کرنا۔ آخر میں اس بیوی کے سلوک سے دست حسرت ملنا قصہ کے علاوہ بہت سے اخلاقی اصلاحی مکالمہ میں آگئے ہیں اکل و عقل کی فضیلت ذہن نشین کرنے کی کوشش کیگئی ہے۔ اسکا پڑھنا اخلاق پر اچھا اثر ڈالتا ہے۔ قیمت (۸)

طواف زمین جولیس ورن مشہور ناول نویس کے ایک اعیانی ناول کا ترجمہ ارشد تھانوی کے قلم سے جو دلآویزی اور زبان کے اعتبار سے قابل دید ہے ایک یورپین بازی لگاکر دن میں تمام دنیا کے گرد گھوم آتا ہے اس سفر میں اُس نے جو عجائب و غرائب دیکھے سلسلہ کتاب میں ناول کے پیرایہ میں درج ہے لکھائی چھپائی نفیس قیمت ۸

آثار سانچی بھوپال کے قریب سانچی نامی ایک مشہور تاریخی مقام ہے۔ وہاں کے مناظر بیحد لطیف ہیں بعض شکستہ عمارات اور کھنڈرات میں قدیم نقاشی اور فن مصوری کے جو نمونے پائے جاتے ہیں انھیں دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ زمانہ گذشتہ میں کیسے کیسے ہنر یہاں موجود تھے۔ بودھ مذہب کے صدہا گنبد اور مینار وہاں موجود ہیں جن کے دیکھنے کیلئے امریکہ اور جرمنی تک کے لوگ آتے ہیں۔ اور یہاں کے تاریخی حالات اور معلومات سے مالامال ہوکر جاتے ہیں اور انکی اشاعت کرکے لاکھوں روپیہ پیدا کرتے ہیں۔ جناب ارشد تھانوی نے وہاں کی سیر سے لطف اندوز ہوکر وہاں کے تاریخی حالات اور نقش و نگار کو مخصوص اپنے شاعرانہ انداز میں صفحات کاغذ پر نمایاں کیا ہے۔ کتاب مصنف کی طبعزاد نظم اور تصاویر سے آراستہ ہے۔ الفاظ کی عمدگی اور تراش و خراش خاص طور پر قابل قدر ہے۔ کچھ تر نمونہ درج کی جاتی ہے "رہگذار ہستی کی دلفریبیاں انسان کو کبھی بھلا نہیں بیٹھنے دیتیں۔ لطف مشاہدہ کا ذوق خودبخود اسکا ہاتھ پکڑکر اس مقام کی جبیں سائی کرادیتا ہے جہاں فطرت کی گلکاریوں کے بیش بہا نمونے اپنی داد طلب تشنہ نظری سے اسکا انتظار کرتے ہیں۔ قیمت (۸)

ملنے کا پتہ۔ منیجر صدیق بکڈپو۔ امین آباد۔ لکھنؤ

بیوی کے فرائض ایک شریف عورت کو کسطرح زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ شوہر کے متعلق عورت کے کیا کیا فرائض ہیں۔ عورت کسطریقہ سے شوہر کو قابو میں کر سکتی ہے۔ سسرال والوں کو خوش رکھنے کا کیا طریقہ ہو۔ اگر اس کتاب کو عورتیں غور سے پڑھیں تو گھر جنت کا نمونہ بن جائے۔ سید ظہور احمد ندوی نے خوب زور قلم دکھایا ہے۔ قیمت صرف (۴ر)

حب وطن مولانا حالی کے قلم سے۔ وطن کی سچی محبت کیا ہوتی ہے۔ بہت ہی دلنشین پیرایہ میں خدمت ملک و قوم کی ترغیب دی گئی ہے۔ بچوں کو ضرور پڑھائیے۔ قیمت صرف (۱ر)

آسمانی خزانہ ایک دلچسپ باتصویر قصہ۔ استاد تھانوی کے قلم سے۔ قیمت (۱ر)

چھوٹا شہزادہ بچوں کا دل بہلاؤ۔ آسان زبان میں۔ مخصوص بچوں کے لیے باتصویر قیمت (۲ر)

قانون فطرت فطرت اور قانون فطرت پر ایک عالمانہ مبسوط مضمون از نواب محسن الملک۔ قیمت (۴ر)

انشاء النسوان زنانہ خط و کتابت سکھانیوالی ایک دلچسپ کتاب جسمیں نمونے کے خطوط میں اخلاقی تعلیم کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ خطوط کے جوابات بھی ساتھ ہی لکھے گئے ہیں۔ زبان آسان اور طرز بیان دلکش ہے۔ ٹائٹل دلپسند نفیس ہے۔ قیمت (۶ر)

میلاد نامۂ جدید مولوی عبدالرزاق صاحب نعمانی نے جدید انداز اور نئی روشنی میں یہ میلاد نامہ ترتیب کیا ہے۔ اگرچہ اس موضوع پر ہزارہا کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن یہ کتاب اپنے رنگ میں مخصوص ہے۔ اسمیں صرف خوش اعتقادی کی دل خوش کن باتیں نہیں ہیں بلکہ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ نبی کریم کی ذات جامع الاصفات سراپا رحمت تھی آپکے اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ نے دنیا کو کیا کیا سبق دئیے اس کتاب کے پڑھنے اور سننے سے دل پر عجیب اثر پڑتا ہے۔ ایک حیرت انگیز کارناموں کا دلچسپ تذکرہ۔ دلوں میں ولولہ پیدا کرنے کیلئے کافی ہے اس کتاب کو غیر مسلم بھی پڑھ اور سنکر مستفید ہو سکتے ہیں اس کتاب کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ خوارق عادات سے قطع نظر کر کے آپکے کمالات کا صحیح صحیح نقشہ کھینچا جائے۔ عوام اسکے ذریعہ پر فائدہ اٹھا سکیں اور محفل میلاد کے انعقاد کا اصل مقصد حاصل ہو اور لوگ آپکے نقش قدم پر چلکر نجات دارین حاصل کریں۔ قیمت (۱۲ر)

پتہ — صدیقی بکڈپو۔ امین آباد۔ لکھنؤ۔

سراب فیشن | فیشن پرستی کے مہلک نتائج اغیار کی تقلید کا قابل عبرت نتیجہ۔ موجودہ تعلیم اور کاروبار تجارت کا موازنہ۔ ایک ہندوستانی نوجوان کا ایک یورپین لیڈی سے شادی کرنا۔ آخر میں اس بیوی کے سلوک سے دست حسرت ملنا۔ قصہ کے علاوہ بہت سے اخلاقی نصائح بھی مکالمہ میں آگئے ہیں اکل حلال کی فضیلت ذہن نشین کرنیکی کوشش کیگئی ہے۔ اسکا پڑھنا اخلاق پر اچھا اثر ڈالتا ہے۔ قیمت (۸ر)

طواف زمین | جولیس ورن مشہور ناول نویس کے ایک جغرافیائی ناول کا ترجمہ ارشد تھانوی کے قلم سے جو دلاوری اور زمان کے اعتبار سے قابل دید ہے۔ ایک یورپین بازی لگاکر ۸۰ دن میں تمام دنیا کے گرد گھوم آتا ہے اس سفر میں اسکو جو جو عجائبات دیکھنے پڑے سلسلۂ کتاب میں ناول کے پیرایہ میں درج ہیں۔ لکھائی چھپائی نفیس قیمت [illegible]

آثار سانچی | بھوپال کے قریب سانچی نامی ایک مشہور تاریخی مقام ہے وہاں کے مناظر بہت دلفریب ہیں بعض شکستہ عمارات اور کھنڈرات میں قدیم نقاشی اور فن مصوری کے جو جو نمونے پائے جاتے ہیں انھیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ زمانہ گذشتہ میں کیسے کیسے ماہرین فن موجود تھے۔ بودھ مذہب کے صدہا گنبد اور مینارے وہاں موجود ہیں جن کے دیکھنے کیلئے امریکہ اور جرمنی تک کے لوگ آتے ہیں۔ اور یہاں کے تاریخی حالات اور معلومات سے مالامال ہوکر جاتے ہیں اور انکی اشاعت کرکے لاکھوں روپیہ پیدا کرتے ہیں۔ جناب ارشد تھانوی نے وہاں کی سیر سے لطف اندوز ہوکر وہاں کے تاریخی حالات اور نقش و نگار کو مخصوص ایسے شاعرانہ انداز میں صفحات کاغذ پر نمایاں کیا ہے۔ کتاب مصنف کی طبعزاد نظم اور تصاویر سے آراستہ ہے۔ الفاظ کی عمدگی اور تراش خراش خاص طور پر قابل قدر ہے۔ کچھ نثر نمونتاً درج کی جاتی ہے ”رزمگاہ ہستی کی دلفریبیاں انسان کو کبھی چلا نہیں بیٹھنے دیتیں۔ لطف مشاہدہ کا ذوق خود بخود اسکا ہاتھ پکڑ کر اس مقام کی جبیں سائی کرادیتا ہے جہاں فطرت کی گلکاریوں کے بیش بہا نمونے اپنی داد طلب حسرت سے اسکا انتظار کرتے ہیں۔ قیمت (۱۲ر)

ملنے کا پتہ۔ مہر صدیق بکڈپو۔ امین آباد۔ لکھنؤ

بیوی کے فرائض | ایک شریف عورت کو کس طرح زندگی بسر کرنا چاہیے۔ شوہر کے متعلق عورت کے کیا کیا فرائض ہیں۔ عورت کس طریقے سے شوہر کو قابو میں کر سکتی ہے۔ سسرال والوں کو خوش رکھنے کا کیا طریقہ ہو۔ اگر اس کتاب کو عورتیں غور سے پڑھ لیں تو گھر جنت کا نمونہ بن جائے۔ سید ظہور احمد ندوی نے خوب زور قلم دکھایا ہے۔ قیمت صرف (۴؍)

حب وطن | مولانا حالی کے قلم سے۔ وطن کی سچی محبت کیا ہوتی ہے۔ بہت ہی دلنشین پیرایہ میں خدمت ملک و قوم کی ترغیب دی گئی ہے۔ بچوں کو ضرور پڑھائیے۔ قیمت صرف (۱؍)

آسمانی خزانہ | ایک دلچسپ باتصویر قصہ۔ اسعد تھانوی کے قلم سے۔ قیمت (۳؍)

چھوٹا شہزادہ | بچوں کا دل بہلاؤ۔ آسان زبان میں مخصوص بچوں کے لیے باتصویر قیمت (۲؍)

قانون فطرت | فطرت اور قانون فطرت پر ایک عالمانہ مبسوط مضمون از نواب محسن الملک۔ قیمت (۳؍)

انشاء نسواں | رنا خطکتابت سکھانیوالی ایک دلچسپ کتاب جسمیں نمونے کے خطوط میں اخلاقی تعلیم کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ خطوط کے جوابات بھی ساتھ ہی لکھے گئے ہیں۔ زبان آسان اور طرز بیان دلکش ہے۔ ٹائٹل دلپسند نفیس ہے۔ قیمت (۶؍)

میلاد نامۂ جدید | مولوی عبدالرزاق صاحب نے جدید انداز اور نئی روشنی میں یہ میلاد نامہ ترتیب دیا ہے۔ اگرچہ اس موضوع پر بارہا کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن یہ کتاب اپنے رنگ میں مخصوص ہے۔ اسمیں صرف خوش اعتقادی کی دل خوش کن باتیں نہیں ہیں بلکہ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ نبی کریم کی ذات الاصفات سراپا رحمت تھی آپکے اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ نے دنیا کو کیا کیا سبق دیئے۔ اس کتاب کے پڑھنے اور سننے سے دل پر عجب اثر پڑتا ہے۔ آپکے حیرت انگیز کارناموں کا دلچسپ تذکرہ۔ دلوں میں ولولہ پیدا کرنیکے لئے کافی ہے۔ اس کتاب کو غیر مسلم بھی پڑھ اور سنکر مستفید ہو سکتے ہیں اس کتاب کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ خوارق عادات سے قطع نظر کرکے آپکے حالات کا صحیح صحیح نقشہ کھینچا جائے جس سے عوام پورے طور پر فائدہ اٹھا سکیں۔ محفل میلاد کے انعقاد کا اصل مقصد حاصل ہو اور لوگ آپکے نقش قدم پر چلکر ثواب دارین حاصل کریں قیمت (۱۲؍)

پتہ۔ صدیقی بکڈپو۔ امین آباد۔ لکھنؤ۔

سیلاب خون غدر ۱۸۵۷ء کی ہولناک داستان۔ کمپنی اور اہل ہند کی کشمکش ارکان کمپنی کے جدید قواعد جنمیں سے بعض ہندوستانیوں کے جذبات کے مخالف تھے۔ جن سے ہندوستانی فوج میں ہیجان پیدا ہوگیا۔ میکیر نامی فرانسیسی عیار کا انگریز بنکر انگریزی فوج میں داخل ہونا اور موقع پاکر انگریزوں کے خلاف ملک میں بغاوت پھیلانا نانا راؤ اور تانتیا ٹوپی کا انگریزوں سے برسر جنگ ہونا۔ دیگر ہندوستانی رؤسا کا ملک کی حمایت میں لڑنا۔ باقرخان سردار کا خفیہ انسپکٹری پر تقرر اور اسکی حیرت انگیز عیاریاں۔ میکیر کی چالبازیان۔ حمیدہ اور باغیون کی جوڑ توڑ۔ فتح و شکست کے عجیب و غریب کارنامے۔ مسٹر گارڈن کی لڑکی ہیلنا اور میکیر کے عشق کی داستان۔ ہیلنا کا قتل۔ عبدل نامی ماما کی عیاری۔ حمیدہ پولیس کا قتل۔ باقرخان کی گرفتاری اور فرار۔ باغیون کا قلع و قمع ہندوستانیوں کا انگریزون کا ساتھ دینا۔ اور ملک کی بغاوت کا فرو کرانا۔ ملکہ معظمہ کا اسپیشل عفوت فرمان اور بغاوت کا خاتمہ۔ تاریخ کی تاریخ قصہ کا قصہ۔ صد ہا ہندوستان کے صد ہا بہادرون کا تذکرہ آگیا ہے۔ جنمیں سے بعض گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھی تھے۔ بعض مخالف۔ بعض نے ملک کی آزادی کیلیے جانین لڑادیں بعض نے برطانیہ کی وفاداری میں اپنے کو قربان کردیا۔ پڑھ کے دیکھیے کہ تاریخی معلومات سے لبریز کسقدر دلچسپ و حیرت انگیز ناول ہے۔ ابھی حال ہی میں شایع ہوا ہے۔ قیمت ۱ہ

عروس مصر جرجی زیدان۔ اڈیٹر الہلال مصر کے ایک معرکتہ الآرا ناول کا ترجمہ سید ظہور احمد ندوی کے قلم سے۔ بہت ہی دلچسپ قصہ ہے۔ زبان قابل قدر اور انداز بیان لطیف۔ اس ناول میں صدہا واقعات تاریخی کو روشنی میں لایا گیا ہے۔ مصر کے عیسائیوں اور مسلمانوں کے تعلقات رسم و رواج اور سیاسی حالت پر بھی روشنی پڑتی ہے جس کی کشتی اور جذبات محبت کے ہوبہو فوٹو کھینچے گئے ہیں۔ قیمت (عہ)

ملنے کا پتہ۔ منیجر صدیق بکڈپو۔ امین آباد لکھنؤ

تاریخ اخلاق یورپ | مشہور حامی عقلیت پروفیسر لیکی کی بےمثل اور عالمانہ کتاب
کا ترجمہ۔ اٹھارھوین صدی اور اس کے ماقبل کی معاشرت۔ مذہب اور اخلاق کی معلومات
کا ایک حیرت انگیز ذخیرہ ہے۔ یہ نہایت دلچسپ اور حکیمانہ کتاب ہے۔ اسکے پڑھنے سے دماغین
روشنی اور نظر مین وسعت پیدا ہوتی ہے۔ مترجمہ مولوی عبدالماجد صاحب بی۔ اے۔
جلد اول (سے ۲) جلد دوم (۱/ے)

انسانی قربانیان | عربی کے چند دل آویز اور موثر اصلاحی۔ معاشرتی مضامین اور
افسانون کا مجموعہ۔ ادب اردو مین یہ کتاب اپنی نرالی شان ادبیت کے لحاظ سے سیطر ہے۔ (۸؍)

سیاحت زمین | اسّی دنون مین تمام کرۂ ارض کے سفر کے دلچسپ حالات۔ کتاب شروع کرکے
چھوڑنے کو جی نہین چاہتا۔ قیمت (عہ)

مجموعۂ کلام شبلی | علامۂ شبلی مرحوم کی قومی۔ سیاسی اور تاریخی نظمونکا قابل قدر مجموعہ جسمین
کا ہر شعر اپنی جامعیت اور معنی خیز ہونیکے اعتبار سے موتیون تولنے کے قابل۔ قیمت (۱۲؍)

سیاسی انقلاب | مصر کے مشہور مسیحی فاضل جرجی زیدان اڈیٹر الہلال کا
مصر کے ایک مشہور ناول کا ترجمہ جسمیں انقلابات مصر وسوڈان کے حالات افسانے کے
پیرایہ مین دکھائے گئے ہیں۔ قیمت رعایتی (عہ)

تذکرۂ آب بقا | شعرائے اردو کا نو تالیف تذکرہ۔ جسکو خواجہ عبدالرؤف صاحب عشرت
لکھنوی نے بہت ہی قابلیت سے ترتیب دیا ہے۔ کتاب کو دلچسپ بنانے مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہیں ہوا۔ قیمت (عہ)

نظم رنگین ادا | حضرت کمال کا دوسرا مکمل دیوان۔ قیمت صرف (۴؍)

ملنے کا پتہ۔ مینجر صدیق بکڈپو۔ امین آباد۔ لکھنؤ۔

تذکرۂ گلشنِ ہند | اُردو کے مشہور و معروف قدیم شعرا کا تذکرہ جسے مرزا لطف علی نے سلسلہ میں لکھا
علامہ شبلی کی تصحیح اور مولوی عبدالحق سکریٹری انجمن ترقی اُردو کے ایک عالمانہ مقدمہ کیساتھ شائع ہوا۔
قیمت (عہ)

مشاطۂ سخن | قدیم و جدید اساتذۂ شعرائے اُردو کے اصطلاحات کا بیظیر مجموعہ۔ جو شاعری
کا راہ جاننے کا مستحق ہے۔ اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ فن شعر سے ذوق رکھنے والے ضرور
دیکھیں قیمت (عہ)

بزمِ خیال | شعرائے فارس و ہند کے قصۂ طلب شعار اور ان کے متعلق پر لطف قصوں کو
ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب صدہا تاریخوں اور تذکروں کا لب لباب ہے۔ بہت
ہی دلچسپ ہے۔ قیمت (عہ)

قاسم و زہرا | جناب شوق صاحب مصنف عالم کی قابل قدر تصنیف ہے۔ مثنوی کے رنگ
میں ایک ڈرامہ ہے۔ قصہ اس قدر دلچسپ پر درد ہے۔ کہ پڑھتے ہوئے کلیجہ تھام لیجئے گا۔ شروع
سے آخر تک فارسی اضافت نہ پائیے گا۔ یہ خاص خصوصیت ہے۔ قیمت (۱۲) و (۸)

بدرِ کمال | حضرت جلال مرحوم کے صاحبزادے جناب کمال لکھنوی شاعر ہوا
کا دلچسپ دیوان

بیانِ خسرو | حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی۔ علامہ شبلی مرحوم
کے قلم سے۔ قیمت۔ (ار)

شبابِ لکھنؤ | نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ کے عہد میں دربار لکھنؤ کے حالات بہت
ہی دلچسپ کتاب ہے۔

ملنے کا پتہ۔ منیجر صدیق بکڈپو۔ امین آباد۔ لکھنؤ

مرقع اودھ	اودھ کے حکمرانوں کے متعلق حالات بہت ہی دلچسپ پیرایہ میں (۸/)
سوانح مولانا روم	مولانا روم کے دلچسپ حالات (۱۲/)
مشاہیر مشائخ ہند	ہندوستان کے مشہور مشائخ کے حالات۔ قیمت (۸/)
ازواج النبی	نبی کریم کی ازواج مطہرات کے پورے حالات۔ قیمت (۱۲/)
بنت الرسول	حضرت فاطمۃ الزہرا کے حالات از عاشق حسین سیماب قیمت (۶/)
سیرۃ ابوبکرؓ	مرتبہ مولوی علی محمد صاحب۔ قیمت (۵/)
حوران جنت	مشہور زنان اسلام کے حالات۔ قیمت۔ (۶/)
شان لکھنؤ	لکھنؤ کے عروج و زوال کا کچا چٹھا قیمت۔ (عہ)
سوانح حسنینؑ	حضرت امام حسن و امام حسین علیہم السلام کے حالات قیمت (۴/)
عروج کابل	کابل کے حالات با تصویر مجلد قیمت (عصہ/)
سعادت الکونین	حالات حسین علیہ السلام کے مفصل حالات۔ قیمت۔ (عہ/)
پیارے نبی کے پیارے حالات	جو نام سے ظاہر ہے۔ قیمت (عہ)
آغاز اسلام	نبی اکرم حضرت رسول اللہ صلعم کے حالات۔ از شبلی نعمانی قیمت (۸/)
تذکرۃ الحبیب	پیغمبر صاحب کی سوانحعمری۔ مولانا مفتی انوار الحق صاحب ایم اے۔ عہ/
سیرۃ النعمان	امام اعظم ابوحنیفہ کے حالات از شبلی نعمانی۔ قیمت عہ
جنگ ٹرانسوال	ٹرانسوال کے حالات از سید علی بلگرامی بی حد (عہ/)
سوانح زیب النسا	مرتبہ عاشق حسین سیماب قیمت ۶
سوانح نورجہاں	مرتبہ عاشق حسین سیماب (۸/)

ملنے کا پتہ۔ منیجر صدیق بکڈپو۔ امین آباد لکھنؤ۔

داغ دہلوی دہلی کے مشہور شاعر حضرت داغ کی سوانحعمری۔ (۶/)

عرض محبت جس میں مسئلہ کورٹ شپ پر روشنی ڈالی گئی ہے (۴/)

پیغمبر اعظم حیات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی مفصل سوانحعمری۔ (عہ/)

رسول عربی پیغمبر صاحب کی سوانحعمری از منشی عبدالرؤف صاحب۔ (۸/)

انگریزی محاورات انگریزی زبان کے محاورات کو انگریزی اور اردو میں سمجھایا گیا ہے۔ حصہ (۸/)

حیات حالی مولانا حالی مرحوم کے حالات۔ تصویر۔ قیمت ۶/

نورجہاں بیگم نورجہاں کے حالات از مولانا اشہری (۶/)

معلمہ یا بہشتی جوہر قصے کے پیرایہ میں روزہ، نماز، حج، زکوۃ، بیاہ، شادی، میراث، نفقہ، قسم، موت، سوگ، عدت، حقوق شوہر، تربیت اولاد، غرض کہ تمام ضروری مسائل سمجھا دیے گئے ہیں۔ اس میں ایک حصہ زنانہ میلاد کا بھی شامل ہے جو پردہ نشین خواتین کے پڑھنے کے لیے خاص طور پر لکھا گیا ہے۔ کتاب کی زبان بہت سادہ اور قصہ نہایت ہی دلچسپ ہے۔ (۱۲/)

راہ جنت چھوٹی چھوٹی دلچسپ حکایتیں جس میں نیک اور دیندار عورتوں کے قصے درج ہیں۔ دلوں میں نور ایمان بڑھانے کے لیے خاص چیز ہے (۴/)

لاڈلا بیٹا ماں باپ جو اولاد کے ساتھ بیحد لاڈ اور پیار کرتے ہیں۔ گویا اولاد کے لیے اور پھر اپنے واسطے کانٹے بوتے ہیں اس قصہ میں دکھایا گیا ہے کہ ایک لاڈلا ماں باپ کے چاؤ و پیار سے کیسا بگڑا (۲/)

عقیلہ بیگم ایک تعلیم یافتہ اور لائق بیگم نے اپنے خاوند کو جو دل درجہ کا عیاش اور بدمعاش تھا کیسے راہ راست پر کر لیا۔ پھر اسی بیگم کی لیاقت سے ایک غریب لڑکا بار ایٹ لا اور چوہدری بن گیا۔ (۳/)

ملنے کا پتہ منیجر صدیق بکڈپو۔ امین آباد۔ لکھنؤ